بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اُردو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

نمبر

علی محمد اجمیری

بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۶۰ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۴۱ء

ماہِ وفا ۱۳۲۰ھ

جلد ۴۰ عدد ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی پنجم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے، اور بیرون ہند چار روپے ہے، طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۶ | ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۶۰ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۴۱ء | عدد ۷

فہرست مضامین

اداریہ	صہ ۲	ایڈیٹر
نئی دنیا	صہ ۱۵	جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب
ختم نبوت	صہ ۲۳	حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
معرکہ روح و بدن	صہ ۳۵	"ذاکر عجیبی"۔
البانیہ کے مسلمان	صہ ۴۶	مولوی محمد الدین صاحب فاضل مجاہد تحریک جدید۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادارِیّہ:-

موجودہ جنگ اور اسلامی ممالک گذشتہ ماہ موجودہ جنگ یورپ کے تعلق میں اسلامی ممالک کی پوزیشن پر ایک شذرہ لکھا گیا تھا۔ اس عرصہ میں اسلامی ممالک میں تین اہم خوشکن واقعات رُونما ہوئے ہیں۔ اوّل یہ کہ عراق کے جن معدودے چند لوگوں نے جرمنی کی شہ پر انگریزوں کے خلاف جنگ شروع کی تھی، وہ شکست کھا کر ملک چھوڑ گئے ہیں۔ انگریزوں نے فسادی عنصر سے ملک کو پاک کر کے عراق میں پُرامن حالت برقرار کردی ہے۔ اور اس کی آزادی پر کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ ان کے اس رویّہ سے ظاہر ہے، کہ ان کا اصل مقصد عراقیوں سے لڑائی کر کے عراق پر تسلّط قائم کرنا نہ تھا، بلکہ صرف اپنے امپیریل مفاد کی خاطر سنہ ۱۹۳۰ء کے معاہدہ کے مطابق عراق میں اپنی فوج رکھنا تھا۔ تا ہٹلر ادھر اپنے پاؤں نہ پھیلا سکے۔

دوسرا واقعہ شام میں اتحادی فوجوں کا داخلہ ہے۔ اور یہ اس اعتبار سے خوشکن ہے۔ کہ اتحادی فوجوں نے شام میں داخل ہوتے ہی یہ اعلان کر دیا ہے، کہ ہم شام پر قبضہ کرنے کے لئے نہیں آئے، بلکہ شام کو فرانس کی غیر آئینی حکومت کی غلامی سے نجات دلا کر اُسے آزاد کرانے آئے ہیں۔ اور یہ چیز بھی انگریزوں کی نیک نیتی کا ثبوت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے، کہ موجودہ جنگ میں انگریزوں کا مقصد قوموں کی آزادی کا قیام ہے نہ کہ ہٹلر کی طرح استعمار۔ ہمیں امید رکھنی چاہیئے، کہ جنگ کے بعد فلسطین کے معاملہ میں بھی انگریز پہلے کی نسبت زیادہ بہتر پالیسی پر عمل کرینگے، اور اس کے ہمسایہ ممالک کی طرح اسے بھی آزاد کر دینگے۔ بہرحال اس وقت جو حالات ہمارے سامنے ہیں، ان سے یہی سمجھ میں آتا ہے، کہ انگریزوں کا رویّہ اسلامی ممالک کے متعلق زیادہ بہتر ہے۔ ان کا مقصد جنگ بھی جہاں تک ظاہری حالات کا تعلق ہے، دُنیا میں امن و امان اور ضمیر کی آزادی قائم کرنا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو ان کی تائید و حمایت کرنی چاہیئے۔

تیسرا اہم واقعہ ٹرکی اور جرمنی کا تازہ سیاسی معاہدہ ہے، جس کے رُو سے دونوں نے یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقرار کیا ہے، کہ ہم ایک دوسرے کے قومی علاقوں کے استقلال و محفوظیت کا احترام کرینگے، اور بالواسطہ یا بلاواسطہ ایک دوسرے کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائینگے۔ اس معاہدہ سے ٹرکی پر جرمن حملہ کا امکان فی الحال بظاہر دُور ہو گیا ہے۔ انگریزوں کے ساتھ ٹرکی کے تعلقات پر اس معاہدہ سے کوئی اثر نہیں پڑے گا، بلکہ وہ بدستور دوستانہ رہیں گے۔ ٹرکی وزیر خارجہ نے اس معاہدہ کے بعد یہ اعلان کیا ہے، کہ ہم جرمن فوجوں کو ٹرکی میں سے گذرنے کی اجازت نہ دیں گے۔ اس سے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک جرمن حملہ کی زد سے محفوظ ہو جائیں گے۔ نیز اب مشرق کی طرف سے سویز پر بھی حملہ نہیں ہو سکیگا۔ جرمنی اور ترکی کے اس معاہدہ کو ہٹلر کے کسی اہم جنگی اقدام کا پیش خیمہ سمجھا جاتا ہے۔ بعض اسے
مصر میں جنگ بدستور جاری ہے، جو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ شدت اختیار کر لیتی ہے۔ سکندریہ پر بھی جرمن ہوائی جہازوں نے کریٹ کی طرف سے بمباری کی ہے۔ مگر مصر کو زیادہ خطرہ لیبیا کی طرف سے ہے۔ اور اس طرف سے انگریزوں نے اس کی حفاظت کے مکمل انتظامات کئے ہوئے ہیں۔

عراق اور شام میں انگریزوں کی کامیابی سے جنگی حالات میں خوشگوار تبدیلی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر شام میں انگریزوں کی پوزیشن مضبوط ہو گئی، جس کے قوی امکانات ہیں، تو امید کی جاتی ہے، کہ ہٹلر کے حملہ سے مشرق ادنیٰ کے تمام اسلامی ممالک محفوظ ہو جائینگے اور ہندوستان کی طرف بھی اس کی پیش قدمی رُک جائے گی۔ لیکن اگر خدانخواستہ حالات اس کے برعکس ہوئے، تو ان تمام ممالک میں انسانی خون کی جو ارزانی ہو گی، اس کا تصوّر بھی بدن پر لرزہ طاری کر دیتا ہے۔

انگریزوں نے اس وقت تک شام اور عراق میں جو طریق جنگی کارروائیوں کے دوران میں اختیار کیا ہے، وہ نہایت حزم و احتیاط کا ہے۔ یعنی انہوں نے قدم قدم پر اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے، کہ کہیں بلاضرورت کوئی انسانی خون نہ بہے۔ علاوہ ازیں ان ممالک میں مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ کی بھی پوری عزت مدِّنظر رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ جن حصوں کو سر کرنے کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہیں یہاں صرف چند دن کافی تھے، ان پر ان کے کئی ہفتے لگ گئے۔ لیکن ہٹلر کا طرزِ عمل اس سے بالکل جداگانہ ہے۔ وہ جب کسی ملک پر حملہ کرتا ہے، تو اُسے بالکل تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہے۔ اُسے اس بات کا قطعاً لحاظ نہیں ہوتا، کہ خونریزی بلاوجہ اور بلا ضرورت ہے، یا جائز اور ضرورت کے ماتحت۔ اور کسی قوم کے مذہبی مقامات مقدسہ تو اس کے نزدیک کچھ حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ اس کی مثال ایک باولے کتے کی سی ہے، جو ہر اس جانور کو جو اس کے راستہ میں آئے کاٹ لیتا ہے۔ ایسے انسان کے شر سے دُنیا کو محفوظ رکھنے کے لئے انگریزوں کی جدوجہد قابلِ صد ستائش ہے۔ اور ہر بہی خواہ انسانیت کو اس جدوجہد میں ان کی پوری امداد کرنی چاہیئے۔

جمہوریہ امریکہ کے صدر مسٹر روزویلٹ نے ۲۸ مئی کو اپنے ملک کے لوگوں کو موجودہ جنگ میں انگریزوں کو ہر قسم کی مدد دینے کی پُرزور اپیل کرتے ہوئے ایک مبسوط تقریر کی۔ اس کا ایک نہایت مؤثر اقتباس یہ ہے :-

"نازیوں کے ماتحت ہمیں خدا کی پرستش کی بھی اجازت نہ ہوگی۔ نازی لوگ ہٹلر کے سوا کسی دوسرے خدا کو نہیں مانتے۔ وہ خدا کے انکار میں اسی طرح متشدد ہیں جس طرح کمیونسٹ۔ ذرا غور کیجیئے! اس مذہب کی کیا حیثیت ہے، جو ایک انسان کی عظمت کی تلقین کرتا ہو؟ نازیوں کی دُنیا ایک ایسی دُنیا ہے، جہاں اخلاق کا معیار دھوکہ دہی، رشوت ستانی اور دوسرے ملکوں کو ریشہ دوانیوں سے تباہ کرنا ہے۔ کیا آپ یہ برداشت کر سکتے ہیں، کہ ہماری اولاد حقیقی خدا کو چھوڑ کر "نئے خدا" کی تلاش میں سرگردان پھرے۔ ہم نازی مذہب کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور نہ اُسے پھیلنے کی اجازت دے سکتے ہیں" (سٹیٹسمین مورخہ ۲۹ مئی)

پریذیڈنٹ روزویلٹ نے جس بناء پر دشمنِ انسانیت ہٹلر کے خلاف اپنی قوم کو برانگیختہ کیا ہے، اسی بناء پر آج سے چودہ سو برس پیشتر اسلام نے کفار و مشرکین عرب کے خلاف اپنے متبعین کو لڑائی کرنے کی اجازت دی تھی۔ کیونکہ وہ بھی خدائے واحد و یگانہ کی پرستش میں حائل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتے تھے۔ اور خدا کے سوا بتوں کی پرستش کرانا چاہتے تھے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۔ (انفال - ۵) یعنی اے مسلمانو! مذہبی آزادی میں رخنہ ڈالنے والوں سے لڑو۔ یہاں تک کہ فتنہ و فساد دور ہو کر امن و امان قائم ہو جائے۔ اور ہر شخص خدائی مذہب اختیار کرنے میں آزاد ہو، اور اس پر کسی کا کوئی دباؤ نہ رہے۔

آج دُنیا پھر اسی قسم کے حالات میں مبتلاء ہے، جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ مبتلاء تھے۔ ایک قوم تمام سچے مذاہب کو، جو خدا کی پرستش کی تلقین کرتے ہیں، نیست و نابود کر کے اپنی برتری اور فوقیت منوانے کے درپے ہے۔ پس ضرورت ہے، کہ سب لوگ جو مذہب اور ضمیر کی آزادی کے قائل ہیں، وہ اس متحدہ خطرہ کا مقابلہ پوری قوت سے کریں۔

ہٹلر اور اس کے ساتھیوں نے اپنے ناپاک مقاصد کے حصول کے لئے دنیا میں اتنی تباہی مچا رکھی ہے، کہ تمام مہذب اور آزادئ ضمیر کی قائل قوموں کو اس کے خلاف لڑائی کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ نے یورپ و امریکہ کے ان مخالفینِ اسلام کے مُنہ بند کر دینے کا سامان بھی کر دیا ہے، جو اسلام پر جنگوں کی وجہ سے اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اب ان کو اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے گی، کہ جب کسی قوم کی ضمیر اور مذہب کی آزادی خطرہ میں پڑ جائے، تو اس کے لئے لڑائی کے سوا اور کوئی راستہ نہیں رہ جاتا۔

"نئی دُنیا" یا "نیا نظام" موجودہ جنگ کی تباہ خیزیوں اور ہلاکت آفرینیوں میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات ایک ایک دن میں ہزارہا انسان، جن میں بچے، بوڑھے اور عورتیں سب شامل ہیں، موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے ہیں۔ اگر اس وقت تک تمام جنگی محاذوں پر مرنے والوں کی تعداد شمار کی جائے، تو یہ لکھوکھا تک پہونچ جائے گی۔ بلاد و امصار اور املاک و عمارات کی جو تباہی ہوئی ہے، وہ اس کے سوا ہے۔ اگر یہ کہا جائے، کہ اس جنگ کی تباہی گذشتہ تاریخ عالم میں اپنی نظیر نہیں رکھتی، تو یہ بالکل بجا اور حرف بحرف درست ہوگا۔

مگر جنگ کا صرف مضر پہلو ہی نہیں ہے، بلکہ اس مضر پہلو میں ہی ایک فائدہ کا پہلو پنہاں ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور حقیقت میں اگر دیکھا جائے، تو یہی مفید پہلو ہے، جس کے لئے قدرت نے اپنے کارخانہ میں اتنی ہلچل پیدا کی ہے۔ اور وہ پہلو یہ ہے، کہ خدا تعالیٰ کا منشاء اس موجودہ دنیا کو تباہ کر کے اس کے کھنڈرات پر ایک "نئی دنیا" تعمیر کرنے کا ہے ـــــ "وہ نئی دنیا" جس کا ذکر وہ اس زمانہ کے مامور کے ذریعہ آج سے قریباً نصف صدی پیشتر ان الفاظ میں کر چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔۔ مَیں اسی حالت (کشف) میں تھا، کہ مَیں نے کہا، ہمارا ارادہ ایک نظامِ جدید قائم کرنے کا ہے۔ ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین۔ پھر مَیں نے آسمانوں کو اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جن میں کوئی ترتیب نہ تھی، پھر مَیں نے ان کو اس شکل میں ترتیب دی، جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہے۔ اور مَیں اپنے تئیں اس (نئی دنیا) کی پیدائش پر قادر پاتا تھا۔ پھر مَیں نے ورلا آسمان پیدا کیا۔ اور مَیں نے کہا، ہم نے ورلے آسمان کو ستاروں سے مزین کیا ہے۔ پھر مَیں نے کہا۔ اب ہم انسان کو مٹی کے ایک خلاصہ سے پیدا کرینگے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی، اور میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں، پس مَیں نے آدم کو پیدا کیا، ضرور ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے، اور ہم اسی طرح پیدا کیا کرتے ہیں" (آئینہ کمالات اسلام صـ۵۶۶)

مامور ربانی کے ان الفاظ کو جاہل مخالفوں نے تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا، اور نادانوں نے کہا، کہ مرزا صاحب خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ مَیں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤنگا۔ حالانکہ یہ الفاظ حضرت مرزا صاحبؑ کے نہ تھے، بلکہ اس خدا کے تھے، جو زمین و آسمان کا حقیقی خالق ہے۔ اور ان میں ایک "نئے نظام" اور "نئی دنیا" کی تخلیق کی پیشگوئی کی گئی تھی، جس کا آدم حضرت مرزا صاحب کو قرار دیا گیا تھا۔ نادان معترض آجتک ان الفاظ کو قابلِ اعتراض قرار دیتے رہے۔ آخر اب خدا نے ان الفاظ کو تمام دنیا کی زبان سے سچا کر کے دکھا دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ آج قریباً پچاس برس گذرنے کے بعد ساری دُنیا پکار اٹھی، کہ ہمیں ایک "نئے نظام" (new world order) اور ایک "نئی دنیا" کی ضرورت ہے۔ اور یہی وہ احساس ہے، جسے خدا پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اتنی بڑی ہلاکت جو دُنیا میں برپا ہے، اس کی تہہ میں یہی خدائی حکمت کار فرما ہے۔ موجودہ نظامِ عالم میں خدا کو بھلا دیا گیا، اس کے کلام سے مُنہ موڑ لیا گیا، اور انسان اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گیا۔ تب خدا نے اس نظام کو تہ و بالا کر کے ایک اَور نظام کی بنیاد رکھنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے یہ بنیاد اپنے ایک بندہ کے ذریعہ آج سے پچاس برس پیشتر رکھی، اور اب اس پر "نئی دنیا" کا قصر تعمیر ہوگا۔ اس "نئی دُنیا" کا آدم حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ یہ "نئی دنیا" اب اسی صورت میں تعمیر ہو سکتی ہے، کہ اس کی اینٹیں اور اس کا گارا اسی مٹی سے بنایا جائے، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تیار کی ہے۔

پچھلے چند ماہ سے امریکہ، یورپ اور ایشیاء کے بڑے بڑے مدبّرِ جنگ کے بعد بننے والی "نئی دنیا" اور "نئے نظام" کے موضوع پر اظہارِ خیال کر چکے ہیں۔ سب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے، کہ دنیا کے آئندہ نظام کی بنیاد رُوحانیّت اور ذاتِ باری کے ایمان پر ہونی چاہیئے۔ یہ اس جنگ کا ایک رُوحانی پہلو ہے، اور جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں، یہی وُہ چیز ہے، جس کی طرف خدا تعالےٰ اپنے "زور آور حملوں" سے دنیا کو متوجّہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر یہ جنگ اس قدر شدید تباہ کن صورت میں ظاہر نہ ہوتی، تو دُنیا جو انتہائی غفلت کی نیند سو رہی تھی، بیدار نہ ہوتی، اور اُسے ایک "نئی دنیا" بنانے کا خیال پیدا نہ ہوتا۔

"نئی دُنیا" اور "نئے نظام" کا جو شور ہر طرف سے بلند ہو رہا ہے، اس میں یہ آواز تو ہر شخص کی زبان سے سُنائی دیتی ہے، کہ دُنیا کا آئندہ نظام رُوحانیّت، ذاتِ باری کے ایمان، تمام بنی نوعِ انسان سے انصاف، رواداری اور آزادیٔ ضمیر پر مبنی ہونا چاہیئے۔ مگر کسی نے یہ نہیں بتایا، کہ ایسا نظام کیونکر اور کن لائنوں پر قائم ہوگا۔ سب نے ایک مُبہم تصوّر "نئی دُنیا" کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کیا ہے، مگر اس کی تفصیل کچھ نہیں بتائی۔

ہاں اس تمام ہنگامہ میں بھی ایک آواز نہایت نمایاں طور پر سُنائی دیتی ہے۔ اور وُہ فرزند احمدیت چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کی آواز ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں جو گذشتہ ماہ آل انڈیا ریڈیو سے نشر کی "نئی دنیا" کا مکمل خاکہ تفصیل سے بیان فرمایا، اور ان حدود کی وضاحت کی، جن پر دنیا کا آئندہ نظام قائم ہونا چاہیئے۔ اپنے مطالب کی وضاحت وصراحت کے لحاظ سے چودھری صاحب موصوف کی تقریر حقیقی معنوں میں بڑی کامیاب تھی۔ آپ نے اپنی تقریر میں چھ ایسے نکات بیان فرمائے، جن پر "نئی دنیا" کی بنیاد قائم ہونی چاہیئے۔ یہ چھ نکات آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں پیش کئے۔ اور ان میں دنیا کی موجودہ بدامنی اور فساد کا صحیح علاج موجود ہے۔ کیا بلحاظ حقوق العباد اور کیا بلحاظ حقوق اللہ کے چودھری صاحب نے وہ تمام بنیادی اصول بیان کر دیئے ہیں، جو "نئی دُنیا" کے لئے ضروری ہیں۔

غرض "نئی دُنیا" اور "نئے نظام" کے الفاظ، ان کے معانی اور ان کی حقیقت پر جتنا غور کیجئے، آپ کو احمدیت کی صداقت ہی صداقت نظر آئے گی۔ اور اس کے ساتھ جب چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کی احمدیت کے رنگ میں رنگی ہوئی تقریر کو پڑھیں، تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو سُننا پسند نہ کرتی تھی، مگر خدا اپنا ارادہ عجیب عجیب طریقوں سے پُورا کر رہا ہے۔ اب جبکہ "نئی دُنیا" اور "نئے نظام" کے بارے میں ہر شخص کچھ نہ کچھ کہہ رہا ہے، خدا نے چوہدری صاحب کے مُنہ سے وہ پیغام دُنیا کو پہنچا دیا، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دُنیا کی نجات کے لئے لائے تھے۔ اور یوں پھر ایک مرتبہ سارے جہان پر اتمام حجّت کر دی۔ پس یہ سب کچھ خدا تعالےٰ کی مخفی مصلحتوں اور حکمتوں کے ماتحت ہو رہا ہے۔ آہستہ آہستہ دُنیا میں ایک انقلابِ عظیم برپا ہوگا۔ دُنیا اپنی بھلائی کی مختلف سکیموں اور تجویزوں کی ناکامی کو دیکھ کر بالآخر اسی راستہ کی طرف آنے پر مجبور ہوگی، جسے اسلام کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا ہے، اور جس کا خاکہ چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب نے بیان کیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقبال اور افرنگیت اخبار "صدق" مورخہ ۱۶ ر جون میں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی بذیل عنوان "اقبال اور مصر" لکھتے ہیں:-

"جمعیۃ اخوۃ الاسلام (قاہرہ) کے سیکرٹری اور جامعہ مصریہ کے استاذِ اُردو شیخ محمد حسین عربی نے یہ بھی فرمایا، کہ مصری علامہ اقبال مرحوم کی بہت عزت کرتے ہیں، اور ان کے ترانۂ ملی کا عربی میں ترجمہ ہو گیا ہے، جو جماعت اخوۃ الاسلام کے ہر جلسہ میں سُنایا جاتا ہے۔ اس انجمن کی طرف سے علّامہ موصوف کی سوانحعمری بھی تیار ہو رہی ہے جو اُردو، فارسی، عربی اور ترکی زبانوں میں شائع کی جائے گی۔

اقبال نے اپنے کو دُنیائے اسلام میں فنا کر رکھا تھا۔ دُنیائے اسلام کب تک ان سے بے خبر رہتی۔ اس سے قطع نظر اصل مسرت اس کی ہے، کہ اقبال کے کلام کے اثر سے انشاء اللہ مصر کی مذہب اسلامیت محکم ہو جائے گی۔ افرنگیت اور وطنیت کے زہر کا بہترین تریاق اقبال کا کلام ہے۔"

افرنگیت کے زہر کا بہترین تریاق اقبال کے کلام کو قرار دینا انتہاء درجہ کی سادگی ہے۔ اقبال کے خیالات و افکار کا تو سارا پس منظر ہی افرنگی فلسفہ تھا، اور اس کا اعتراف خود اقبال نے کیا ہے، چنانچہ وہ اپنے ایک خط میں جو "مقالات یوم اقبال" میں چھپ چکا ہے، لکھتے ہیں:-

"مری زندگی کا اکثر حصہ مغربی فلسفہ کے مطالعہ میں صرف ہوا ہے اس لئے میں شعوری یا غیر شعوری طور پر اسلام کو مغربی نقطۂ نگاہ سے مطالعہ کرتا ہوں۔ اور یہ نقطۂ نگاہ میری فطرتِ ثانیہ بن چکا ہے۔"

پھر اقبال کا فلسفہ جو درحقیقت مغربی فلاسفہ برگسان، نطشہ، شوپنہار اور کارل مارکس وغیرہ کی نقل ہے[1] وہ افرنگیت کے زہر کا تریاق کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ محض اقبال سے حد سے بڑھی ہوئی خوش عقیدگی ہے، کہ اس کے فلسفہ کو اسلامی فلسفہ سمجھا جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کہا جا سکتا ہے

[1] تفصیل کیلئے دیکھئے رسالہ "معارف" بابت ماہ فروری۔ مارچ۔ اپریل ۱۹۴۱ء و رسالہ "جامعہ" بابت ماہ جون ۱۹۳۸ء "مقالات یوم اقبال"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو یہ، کہ اقبال نے مغربی فلاسفروں کے فلسفہ کو پڑھکر اس بات کی کوشش کی، کہ اسلامی احکام کی تشریح اس کی روشنی میں کرے، یعنی اسلامی مسائل کو مغربی فلسفہ کے سانچہ میں ڈھالے۔ ورنہ اسلام کا وہ حقیقی فلسفہ، جو وحی و تنزیل کے ذریعہ ہر صدی میں مجدّدینِ اُمت پر ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اُسے اقبال کے فلسفہ سے کوئی دُور کی نسبت بھی نہیں ہے۔

پیغامی طرزِ استدلال ڈاکٹر بشارت احمد صاحب غیر مبایعین کے علم کلام کے بڑے ماہر خیال کئے جاتے ہیں۔ وہ اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں کہتا ہوں کہ فرض کرو، قادیان ایک ریاست بن جائے۔ وہاں دھاریوال کی طرح بڑے بڑے کارخانے کھل جائیں۔ بنک کُھل جائیں، شہر بڑھتا بڑھتا دریائے بیاس تک پہونچ جائے۔ لاہور بڑھ رہا ہے۔ پنجاب کا ایک ایک شہر بڑھ رہا ہے۔ تو قادیان کا بڑھنا کوئی انوکھی چیز تو نہیں" (پیغام صلح مورخہ ۴ر جون ۱۹۴۱ء)

اگر سارے غیر مبایعین کا طرزِ استدلال یہی ہے، جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے مذکورہ بالا سطور میں اختیار کیا ہے، تو ہمیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھکر ان کی احمدیت کا ماتم کرنا چاہیئے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کی ذات سے حد سے بڑھی ہوئی عداوت کا نتیجہ ہے، کہ وہ آپ پر اعتراضات کرتے کرتے یہانتک پہونچ گئے ہیں، کہ قادیان کی ترقی کو دیگر شہروں کی ترقی پر قیاس کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تحریرات کی یہ نمایاں خصوصیت ہے، کہ جب آپ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کے خلاف لکھنے بیٹھتے ہیں، تو آپ زورِ قلم میں ایسی باتیں کہنے سے بھی نہیں ہچکچاتے، جن سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل مشتبہ ہو جائیں۔

تعجب ہے، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو قادیان کی ترقی کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا ہے، کیونکہ یہ ترقی الٰہی بشارات اور پیشگوئیوں کے مطابق ہو رہی ہے۔ مگر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسے معمولی شہروں کی ترقی سے مشابہت دے رہے ہیں۔ بلکہ اس کی ترقی سے جل کر کبھی اسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ریاست" کہکر اور کبھی دھاریوال سے مشابہت دیکر اپنے دل کی بھڑاس کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور یہ سب کچھ محض اس لئے کہ وہ قادیان سے، جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں "خدا کے رسول کی تختگاہ" کہا گیا ہے، اور جس کی ترقی کی بڑی بڑی بشارات اور پیشگوئیاں کی گئی ہیں، نکل گئے ہیں، اور اب اس مقدس بستی سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ کیا بغض و عداوت کی اس سے بڑھکر کوئی اور حد بھی ہوگی؟

مسلم لیگ کو نیک مشورہ لکھنؤ کے اخبار "صدق" میں ایک مراسلہ نگار لکھتے ہیں:-

"اس امر سے مسلم لیگ کا کوئی ذمہ دار مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا، کہ بہت تھوڑے ہی دنوں میں ہندوستان کے مسلمانوں کو لیگ نے ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے... اور اس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا، کہ لیگ کی اس کامیابی کی بنیاد یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے اندرونی فرقہ وارانہ اختلافات سے چشم پوشی کی ہے۔ لیگ کا پلیٹ فارم ہر کلمہ گو کے لئے کھلا ہوا ہے۔ یہ پلیٹ فارم مسلم قوم کا ہے جو شخص جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو رسولِ خدا تسلیم کرتا ہے، اور قرآنِ پاک کو کلامِ الٰہی مانتا ہے۔ وہ مسلم قوم کے دائرہ میں داخل ہے، اگرچہ عقائد و اعمال میں ان کے خیالات مختلف ہوں۔ اگر مسلم لیگ عقائد و اعمال کی صحت و عدم صحت کا مسئلہ اس وقت اپنے پلیٹ فارم پر چھیڑے، تو بلاشبہ سخت انتشار پیدا ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں کا یہ متحدہ محاذ باقی نہ رہ سکے گا۔ اس قسم کی بحث اس پلیٹ فارم پر ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔ کوئی ذی فہم شخص مسلم لیگ سے اس وقت یہ مطالبہ نہیں کر سکتا، کہ عقائد و اعمال میں جو علماء کا اختلاف ہے، یا اسلامی فرقے جن امور میں باخود ہا اختلاف رکھتے ہیں، ان میں سے کسی ایک طریقہ کو اپنے تمام اراکین کے لئے لازمی قرار دے۔ نہ مسلم لیگ ایسا کر سکتی ہے، اور نہ اس کو اپنی ہیئت ترکیبی کے ساتھ ایسا کرنے کا حق ہے، اور نہ اس کے مقاصد میں یہ داخل ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ مسلم لیگ مسلمانوں کے مختلف فیہ مسائل میں کوئی فیصلہ کرے گی۔"

یہ مشورہ ہر اعتبار سے درست اور مناسب ہے، مگر مسلم لیگ کی یہ کس قدر کمزوری ہے، کہ پنجاب میں اس نے اپنا یہ اصول ترک کر دیا ہے، یہاں کی صوبائی مسلم لیگ میں بعض ایسے لوگوں کو اثر ورسوخ حاصل ہے، جو جماعت احمدیہ کی مسلمانوں کے مشترک اور قومی امور میں شمولیت کو، اسلام کے نہیں، بلکہ اپنے مقاصدِ ذاتی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ جماعت احمدیہ کی مسلم لیگ میں شمولیت کی مزاحمت کر رہے ہیں۔ مرکزی لیگ کو چاہیئے تھا، کہ وہ ایسے خودغرض لوگوں کی پرواہ نہ کرتی، اور اپنے اصول کو منواتی۔ مگر افسوس ہے، کہ ابھی تک اس نے اس سلسلہ میں کوئی مؤثر اقدام نہیں کیا۔ جو جماعت اصول کے مقابلہ میں اشخاص کی پرواہ زیادہ کرتی ہے، وہ اپنے بے اصولے پن کی وجہ سے کبھی بھی معزز کہلانے کی مستحق نہیں سمجھی جا سکتی۔ آخر لیگ کے پاس اس امر کا کیا معقول جواب ہے، کہ تمام ہندوستان میں اس کا جو اصول رائج ہے، وہ پنجاب میں آکر کیوں ٹوٹ گیا؟ یہ کہنا کہ یہ ایک صوبہ کا مقامی معاملہ ہے، عذرِ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔

یہی مراسلہ نگار ایک اور تجویز پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگر مسلم لیگ اسلامی تعلیمات کو جداگانہ اور ممتاز اسلامی قومیت کی بنیاد تسلیم کرتی ہے، تو فرقہ وارانہ اختلافات سے بلند ہو کر قومی شعار متعین کرنا ہوگا۔ اور اس کی اتباع اپنے تمام اراکین کے لئے لازمی قرار دینا ہوگا۔ کوئی قوم بغیر کسی مخصوص شعار کے قوم نہیں بن سکتی۔ نہ قومی شعار سے بے نیاز ہو کر کوئی قوم باقی رہ سکتی ہے۔

. . . ایسی باتیں اراکین لیگ پر لازم کی جائیں، جن سے لیگ کے اندر یک رنگی اور ہم آہنگی پیدا ہو۔ مسلم لیگ کا دعوے ہے، کہ مسلمان ایک مستقل اور جداگانہ قومیت کے مالک ہیں۔ مگر اراکین لیگ میں کوئی مشترک قومی خصوصیت نظر نہیں آتی۔ البتہ دنیا کی قوموں کی نقل بنانے والے بڑی کثرت سے پلیٹ فارم پر نظر آتے ہیں۔ یہ صورتِ حال افسوسناک ہے۔ اس کو بدلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تجویز بھی نہایت معقول ہے۔ ہمارے نزدیک اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے مناسب ہوگا کہ لیگ کے ارکان کے لئے ڈاڑھی رکھنا ضروری قرار دیدیا جائے۔ کیونکہ اسلامی شریعت کے رُو سے ڈاڑھی مسلمان کا سائن بورڈ ہے۔ اور لباس کے معاملہ میں یہ پابندی عائد کردی جائے، کہ کم از کم لیگ کے اجتماعوں اور قومی جلسوں میں انگریزی لباس نہ پہنا جائے، بلکہ ایسا لباس زیب تن کیا جائے، جس سے افرنجیّت کے بجائے اسلامیت زیادہ نمایاں ہوتی ہو۔ مثلاً پاجامہ اور شیروانی یا اچکن کے ساتھ ترکی ٹوپی یا پگڑی استعمال کی جائے۔ بعض لوگ ان چیزوں کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں، مگر ظاہر ہے، کہ یہ چیزیں قوموں میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے میں بہت ممد و معاون ہوتی ہیں۔ اور ہندوستان کی موجودہ حالت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کی ممتاز قومی حیثیت کو نمایاں کرنے کے لئے ان چیزوں کی بہت ضرورت ہے۔ یہ درست ہے، کہ اسلام نے مسلمانوں کے لئے کوئی خاص قومی لباس مقرر نہیں کیا۔ مگر مخصوص حالات میں قومی مصالح کے پیش نظر بعض پابندیاں عائد کرنے کو ناجائز بھی قرار نہیں دیا۔ اگر مسلمان اپنی علیحدہ اور مستقل حیثیت قائم کرنا چاہتے ہیں، تو ان کو نمایاں طور پر اپنے تئیں ہندوؤں سے ممتاز کرنا پڑے گا۔ اب تو بعض حالات میں ایک ہندو یا عیسائی سے ایک مسلمان کو ممیز کرنا ہی ناممکن ہوجاتا ہے:۔

ہمارے معاونین اس ماہ جن احباب اور بزرگوں نے "ریویو" کی امداد فرمائی، وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جناب ڈاکٹر گوہر دین صاحب برما نے مبلغ پچاس روپے بطور اعانت ارسال فرمائے۔ آپ کے صاحبزادہ ڈاکٹر نور الدین صاحب امسال امتحان ایم۔ بی۔ بی۔ ایس میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بطور شکرانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ کو یہ عطیہ ارسال فرمایا ہے، اللہ تعالےٰ جزاء خیر عطا فرمائے۔ اور ڈاکٹر نور الدین صاحب کی کامیابی کو ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ (۲) حضرت چوہدری بھائی عبد الرحیم صاحب نے مبلغ سات روپے رسالہ کی امداد کے لئے ارسال فرمائے (۳) اخی المکرم مولوی شیخ مبارک احمد صاحب فاضل مبلغ مشرقی افریقہ نے تین آدمی نئے خریدار عطا فرمائے۔ (۴) برادرم مکرم جناب صوفی غلام محمد صاحب ٹانک، (وزیرستان) نے ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیا خریدار عنایت فرمایا اور (۵) اخی المحترم چوہدری غلام رسول صاحب کلرک این۔ ڈبلیو۔ آر لاہور نے بھی ایک نیا خریدار عنایت فرمایا۔ نیز رسالہ کے بقایا داروں سے وصولیٔ رقوم کی خاص کوشش فرمائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے محض حَسْبَۃً لِلّٰہِ اپنے چالیس سالہ قومی خادم رسالہ کی امداد کا خاص خیال فرمایا۔ ہماری دلی دعا ہے، کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو بہتر سے بہتر اجر اپنی جناب سے عطا فرمائے۔ ابھی رسالہ کی مالی مشکلات بدستور ہیں۔ کیونکہ کاغذ کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے اور جنگ کے خاتمہ تک اس میں کمی کی کوئی امید نہیں ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رسالہ سے محبت رکھنے والے احباب جس رنگ میں بھی ان سے ہو سکے اس کی امداد فرما کر ثواب کے مستحق ٹھہرینگے:۔

درخواستِ دُعا:۔ "ریویو" کے خاص قلمی معاون جناب حقّانی ایم۔ اے سے ناظرین خوب واقف ہیں۔ ان کے مضامین رسالہ کی ترقی میں خاص نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ تحقیقی ہونیکے علاوہ ٹھوس اور علمی رنگ رکھتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ کے یہ نونہال قریباً دو ماہ سے مختلف عوارضِ جسمانی میں مبتلا ہیں۔ اب انکے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے، کہ آجکل انکی بیماری زیادہ تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ انکی بیوی اور بچہ بھی بیمار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپکے ایک نہایت بلند پایہ علمی مضمون کی صرف ایک قسط ابھی تک شائع ہوئی ہے اور دوسری قسط وہ تاحال نہیں لکھ سکے۔ یہ مضمون انکے دیگر مضامین کی طرح نہایت دلچسپ اور پُر از معلومات ہے اور کئی احباب اسکی دُوسری قسط کے بارے میں دریافت کر چکے ہیں کہ کب تک شائع ہوگی۔ بعض نے اسکی پہلی قسط کو دیکھکر یہ رائے بھی دی ہے کہ گذشتہ سال علمی مضامین کے متعلق جن انعامات کا اعلان کیا گیا تھا، ان میں سے ایک انعام اس مضمون پر دینا چاہیئے۔ خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی، اصل مدعا یہ ہے، کہ احباب حقّانی صاحب کی صحت کیلئے خاص طور پر دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکو اور انکے اہل و عیال کو تمام امراض سے کلّی شفا بخشے، تا وہ سلسلہ کی بیش از بیش خدمت کر سکیں۔ آمین:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نئی دُنیا

چودھری سر محمد ظفراللہ خاں صاحب نے ۲۶ مئی کو آل انڈیا ریڈیو سے "نئی دُنیا" کے موضوع پر جو تقریر نشر فرمائی، وہ اس سے پہلے بعض اخبارات میں ناقص طور پر شائع ہو چکی ہے۔ اب اس کا اصل متن جناب چودھری صاحب موصوف نے ہماری درخواست پر ارسال فرمایا ہے، جو درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

اس وقت مشرق و مغرب میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے، کہ موجودہ جنگ عظیم کے بعد ایک نئی دُنیا کی بنیاد ڈالی جائے۔ اگر ایک طرف محوری طاقتیں مدعی ہیں، کہ وہ ایک نئے نظام کے قیام کے لئے جد و جہد کر رہی ہیں، تو دوسری طرف جمہوریتیں اس بات کا اعلان کر رہی ہیں، کہ اس جنگ کے بعد وہ ایک نئی دُنیا بسانے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے، کہ موجودہ دُنیا کے بدلنے کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے؟ کیا موجودہ نظام کسی خارجی طاقت نے دُنیا کے سر زبردستی مڑھ دیا تھا، کہ اب اس کے بدلنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے؟ یا دُنیا غفلت و نسیان کی گھڑیوں میں اپنے پہلے اچھے راستہ کو بھول کر کسی ایسے راستہ پر چل پڑی تھی، جو خرابی کرنے والا تھا، کہ اب اُسے دوبارہ اپنے اصل مقام کی طرف لوٹ کر آنے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے؟ یا یہ کہ جس مقصد کو اس زمانہ کے لوگوں نے اپنے لئے چنا تھا، اس کی خرابی اب ان پر واضح ہو گئی ہے، اور اب وُہ ایک نئے مقصد کی تلاش کے درپے ہو رہے ہیں؟

جہاں تک علمی اور مادی ترقی کا سوال ہے، بغیر کسی تردد کے کہا جا سکتا ہے، کہ آجکل کی دُنیا سابق دو تین سو سال کی دُنیا سے یقیناً ترقی یافتہ ہے۔ علم پہلے سے زیادہ ہے۔ صنعت و حرفت کی ترقی پہلے سے زیادہ ہے۔ تجارت پہلے سے زیادہ ہے۔ ایجادات کا باب وسیع سی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ غربا کے حقوق کا پہلے سے بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ زمین کے مخفی خزانوں پر پہلے سے کہیں زیادہ انسان کو تصرف حاصل ہے۔ غرض دولت، حصولِ دولت اور تقسیم دولت تینوں امور میں آج کا انسان آج سے دو تین سو سال پہلے کے انسان سے بہتر حالت میں ہے۔ پھر تبدیلی کی خواہش دُنیا میں کیوں پیدا ہو رہی ہے؟ برسرپیکار قوموں ہی کو دیکھ لو! کیا آج کا جرمنی علم، آزادی، دولت اور طاقت میں گذشتہ صدی کے جرمنی سے کم ہے؟ کیا آج کا اٹلی گزشتہ صدی کے اٹلی سے ان باتوں میں پیچھے ہے؟ کیا آج کا جاپان گزشتہ صدی کے جاپان سے ان باتوں میں پس ماندہ ہے؟ یقیناً نہیں۔ ان ممالک کی گذشتہ تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے بھی معلوم ہو سکتا ہے، کہ گذشتہ صدی کے جرمنی، اٹلی اور جاپان موجودہ جرمنی، اٹلی اور جاپان کے مقابل پر ایسے ہی ہیں، جیسے کہ ایک سمندر کے مقابل پر تالاب۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے، کہ ان ترقی یافتہ ممالک کو کیا بے چینی ہے، کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے ہمسایہ ممالک سے الجھنا چاہتے ہیں۔ ان ممالک کی اندرونی حالت تو تیار ہی ہے، کہ اس کی درستی کی خاطر یہ شور و شر نہیں مچایا جا رہا۔ پس یہ بیکلی یقیناً اپنی گذشتہ حالت پر نظر کرتے ہوئے پیدا نہیں ہو رہی۔ بلکہ بعض ان دوسرے ممالک کو دیکھکر پیدا ہو رہی ہے۔ جو گذشتہ سالوں میں ترقی کر کے عالمگیر وسعت حاصل کر چکے ہیں۔ انہیں یہ شکوہ نہیں، جیسا کہ وُہ ظاہر کرتے ہیں، کہ ان کے لئے رہنے کو جگہ نہیں، بلکہ یہ گلہ ہے، کہ انہیں دوسری اقوام پر حکومت کرنے یا ان کے حالات میں تصرّف کرنے کے ویسے سامان میسّر نہیں، جیسے کہ بعض دوسری اقوام کو حاصل ہیں۔ اگر محض رہنے کی جگہ کا سوال ہوتا، تو ایک ہی وقت میں جگہ کی کی شکایت اور افزائش نسل کی تدابیر پر زور نہ دیا جاتا۔ جن اقوام کے پاس جگہ تنگ ہوتی ہے، وہ نسل کو کم کرنے کی تدبیریں نہ کریں، تو نہ کریں، لیکن وہ نسل کے بڑھانے کے لئے غیر معمولی ذرائع کبھی اختیار نہیں کرتیں۔ مگر یہاں تو ہم دیکھتے ہیں، کہ جرمنی اور اٹلی نہایت زور سے اور جاپان ایک حد تک اپنی آبادی کے بڑھانے کیلئے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ افزائش نسل کی کوششیں بتاتی ہیں، کہ ان ممالک کو اصل تکلیف یہ نہیں، کہ ان کے پاس رہنے کو جگہ نہیں، بلکہ یہ ہے، کہ بعض دوسری اقوام کی طرح وہ بھی بعض اور اقوام پر حکومت کرنے کی خواہشمند ہیں۔ اور ان اقوام کی سیاسیات میں اپنے اثر اور رسوخ کو بڑھانا چاہتی ہیں۔

جن قوموں میں علم، طاقت اور بیداری پیدا ہو چکی ہے، ان کو موجودہ حالات میں اس خواہش سے روکنا ناممکن ہے۔ طاقت کے ساتھ یہ خواہش دبائی جا سکتی ہے، مٹائی نہیں جا سکتی۔ گذشتہ عالمگیر جنگ کے بعد لوگوں نے خیال کیا تھا، کہ شائد جنگ کے امکانات ایک لمبے عرصہ تک کے لئے مٹا دیئے گئے ہیں۔ لیکن واقعات نے اس کے اُلٹ ثابت کیا۔ اور جب تک دماغوں میں علوم، دلوں میں خواہشات اور افکار میں جبر و زبردستی کی لہریں اُٹھ رہی ہیں، اور جب تک ان بیدار طاقتوں کو نظر آ رہا ہے، کہ بعض حکومتیں بعض دوسرے ممالک کو اپنے تابع فرمان دیکھ کر اقتصادی اور سیاسی فوائد حاصل کر رہی ہیں، اس وقت تک ان سے یہ امید کرنا کہ وہ نچلی بیٹھی رہیں، اور اپنے خوش قسمت ہمسایوں کی تقلید سے باز رہیں، ایک ایسا خواب ہے، جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو گا۔ پس ایک ایسی دنیا کی تعمیر جو گذشتہ سے مختلف ہو، اور جو امن و سکون کی بہاریں دکھائے، مادی تبدیلیوں سے ممکن نہیں۔ اس کے لئے قانون کی نہیں، بلکہ دلوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ معاہدات کی درستی سے اس بارے میں کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ یہ کام تو اخلاق کی صفائی کا محتاج ہے۔

حقیقت یہ ہے، کہ ملکوں اور قوموں کے حالات میں خرابی اسی وقت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے، جب وہ اپنے آپ کو اخلاقی ذمہ داریوں سے آزاد سمجھنے لگ جاتی ہیں۔ حالانکہ جس طرح افراد پر اخلاقی ذمہ داری ہے، ویسے ہی قوموں پر بھی ہے۔ جس طرح فرد کے لئے لالچ، حرص، ظلم اور جھوٹ نقصان دہ ہیں، اسی طرح قوموں اور حکومتوں کے لئے بھی یہ امور ناپسندیدہ ہیں۔ جس طرح فرد کے لئے اگر وہ اچھے اخلاق پیدا کرنا چاہے، اور سوسائٹی کا مفید رکن بننا چاہے ہے، یہ ضروری ہے، کہ وہ کمزوروں کی امداد کرے، اور ان کے لئے ترقی کے سامان پیدا کرے، اور اپنے بھائی کو حقیر نہ سمجھے، اسی طرح قوموں اور ملکوں اور حکومتوں کے لئے بھی ان امور کی ویسی ہی ضرورت ہے۔ اور جبتک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا کی اقوام اور حکومتیں اس اصل کو مدنظر نہ رکھیں گی، کبھی دُنیا میں امن قائم نہ ہوگا، اور وہ نئی دُنیا جس کے بنانے کی خواہش دلوں میں پیدا ہو رہی ہے، کبھی معرضِ وجود میں نہ آئے گی۔

اسی جنگ کو دیکھ لو جو اس وقت لڑی جا رہی ہے، اس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہے، کہ بعض ملک اپنی ذاتی ترقی پر قانع نہیں، وہ چاہتے ہیں، کہ اپنے ملکوں اور اپنی سرحدوں سے پار اور دُور جا کر دوسرے ملکوں اور دوسری قوموں پر حکومت کریں، اور ان کی دولت اور مال سے فائدہ اٹھائیں۔ اس خواہش کو سوائے دلوں کی اصلاح اور اخلاق کی درستی کے کونسی چیز دبا سکتی ہے۔ طاقت سے اگر یہ خواہش دبا بھی دی جائے، تو پھر کچھ سال کے بعد دوبارہ کسی اور شکل میں اور شائد کسی اور قوم میں یہی خواہش پھر ظاہر ہو جائے گی۔ لیکن اگر دُنیا یہ فیصلہ کرے کہ سب کی سب اقوام انسانی افراد کی طرح اپنے آپ کو اصولِ اخلاق کے تابع سمجھیں گی، اور ان پر اسی طرح کاربند ہوں گی جس طرح کہ انسانی افراد کی نسبت امید کی جاتی ہے، کہ وہ کاربند ہوں، تو یقیناً ملک گیری کی ہوس نہ صرف ایک قوم کے دل سے بلکہ سب قوموں کے دل سے اور نہ صرف ایک وقت کے لئے بلکہ ایک لمبے عرصہ تک کے لئے نکل جائے گی۔

وہ مقدس کتاب جس کے پیروؤں میں ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے، اس بارے میں نہایت لطیف تعلیم دیتی ہے۔ وہ فرماتی ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ یعنے چاہیئے کہ کوئی قوم اس دولت اور طاقت اور سامانوں کی فراوانی کی طرف جو دوسری بعض اقوام کو حاصل ہوں، آنکھیں اُٹھا اُٹھا کر نہ دیکھے۔ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔ یہ تو سب کچھ ورلی زندگی کی زیبائش کی اشیا ہیں۔ اور ان کی پیدائش کی غرض صرف یہ ہے، کہ ان کے ذریعہ سے اقوام کی اندرونی قابلیتوں کو ظاہر کیا جائے، اور خدا تعالےٰ نے جس ملک کی ترقی کے لئے جس رنگ میں سامان پیدا کئے ہیں، وہی ان کے لئے اچھے اور دیرپا ہیں۔ یعنی ہر قوم اور ہر ملک کے لئے الگ الگ سامان ذاتی قابلیتوں کے اظہار کے موجود ہیں، تو پھر قوموں کو ایک دوسرے پر تصرف پیدا کر کے ان کے معاملات میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔

اسی طرح وہی مقدس کتاب فرماتی ہے۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ۔ یعنی اس عورت کی طرح مت بنو، جو سوت کات کات کر ڈھیر کرتی رہی۔ اور جب ایک اچھی مقدار سوت کی جمع ہو گئی، تو بجائے اس سے کپڑا بنانے کے اس نے اس سوت کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور سوت کے فائدہ سے بھی گئی، اور تاگے کے فائدہ سے بھی محروم رہ گئی۔ اور روئی کا نفع بھی اُسے حاصل نہ ہوا۔ گو یا اس کی کوشش اور محنت اور مال سب ہی اکارت گئے۔ پھر یہ کتاب فرماتی ہے، کہ یہ مثال ان قوموں اور ملکوں کی ہے، جو آپس میں معاہدات کرتے ہیں، اور بظاہر دُنیا میں امن قائم کرتے ہیں، لیکن بعد میں ان معاہدات اور جدید تعلقات کے ذریعہ سے اپنی معاہد قوم سے ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے اندرونی نظام میں رسوخ اور نفوذ پیدا کرنا چاہتے ہیں، جس سے دلوں میں کینہ اور بُغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور گو ایک قوم طاقتور اور دوسری کمزور ہو جاتی ہے، مگر وہ اتحاد جو معاہدات کی اصل غرض ہے پیدا نہیں ہوتا، بلکہ اس کے پیدا ہونے کا امکان بھی مٹ جاتا ہے۔ جس طرح تاگے کو اگر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ دیا جائے، تو اس سے گرہ باندھنے کا کام لینا ناممکن ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے، کہ اگر تم چاہتے ہو، کہ دنیا میں امن قائم رہے، تو اس قسم کے معاہدات بالکل نہ کرو، بلکہ چاہیئے کہ تمہارے معاہدات کی غرض اقوام کے رشتہ کو مضبوط کرنا اور کمزور قوموں کو اُبھارنا ہو۔ ان کو کمزور کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا مدنظر نہ ہو۔

یہ دونوں ایسے زریں اُصول ہیں، کہ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے دُنیا فسادات سے بکلّی محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور ایک ایسی دُنیا کی بنیاد رکھی جاتی ہے، جو موجودہ دُنیا سے بالکل نئی، فتنوں سے پاک اور امن اور صلح کے سامانوں سے پُر ہو۔

غرض ایک نئی دُنیا صرف سیاسیات اور موجودہ حالات کی معمولی درستی سے کسی صورت میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا نہیں کی جاسکتی۔ ایسی تمام کوششیں رائگاں جائیں گی اور فساد اگر آج مٹایا جائے گا، تو کل پھر پیدا ہوگا۔ اس نئی دُنیا کی بنیاد صرف اور صرف اخلاقِ فاضلہ پر ہی رکھی جاسکتی ہے، اور اسی وقت رکھی جاسکتی ہے، جبکہ بنی نوع انسان یہ فیصلہ کرلیں، کہ اقوام اور حکومتیں بھی اخلاق کی حکومت کے تابع رہیں گی۔ اور مختلف ناموں اور مختلف بہانوں سے غیر قوموں اور غیر ملکوں کو کمزور کرکے اپنی قوت بڑھانے کی کوششوں کو کلی طور پر ترک کردینگی۔ جب تمام بنی نوع انسان اس مسلک کو اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیں گے، اور جن سے یہ غلطی ہوچکی ہے، وہ اس کی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوجائیں گے، تب یقیناً ایک ایسا نظام دُنیا میں قائم ہوگا، جو پائیدار بھی ہوگا، اور پُرامن بھی۔ اور جس میں چھوٹی اور بڑی اور کمزور اور زبردست قومیں یکساں امن سے زندگی بسر کرسکیں گی۔

پھر یہ بھی ضروری ہے، کہ حرص اور لالچ جو اس وقت دنیا کے امن کو برباد کررہے ہیں، ان کا قلع قمع کرنے کے لئے تدابیر کی جائیں۔ ان تدابیر کو اختیار کرکے ہی دلوں کے اندر وہ صفائی پیدا کی جاسکتی ہے، جس کا پیدا ہونا نئی دُنیا کے ظہور کے لئے ضروری ہے۔ یہ تدابیر مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ چاہیئے کہ سود کو دُنیا سے بالکل مٹا دیا جائے، کیونکہ ایک تو سود کے کاروبار نے مال جمع کرنے اور بڑھانے کی حرص کو حد سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے، کہ جب حرص بڑھ جائے، تو پھر اس کو حد میں رکھنا ناممکن ہوتا ہے۔ اور ایسی بڑھتی ہوئی حرص ہی قوموں پر قوموں کی چڑھائیوں اور ظلموں کا موجب ہوتی ہے۔ اور دوسرے سُود کے ذریعہ سے دُنیا کی دولت چند ہوشیار لوگوں کے ہاتھوں میں جمع ہوجاتی ہے۔ اور ایک تو خود ان کے ملک کا بہت بڑا حصّہ غربت اور افلاس میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ دوسرے جب ان کے اپنے ملک میں ترقی کے ذرائع محدود ہوجاتے ہیں، تو پھر سُود خور لوگ اپنی اپنی حکومتوں پر تصرّف حاصل کرکے غیر قوموں کو لُوٹنے کی طرف توجہ کرتے ہیں، اور اس طرح فساد اور جنگ کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

میرے نزدیک دُنیا کے تاریک ترین دنوں میں سے ایک وہ دن بھی تھا، جبکہ مختلف اقوام نے یہ قرار دیا، کہ سُود دو قسم کا ہوتا ہے، ایک وہ جو غریبوں سے لیا جائے، یہ تو ناجائز ہے، اور دوسرا وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو تجارتی کاروبار کے لئے ہو۔ یہ البتہ جائز ہے۔ حالانکہ حق یہ ہے، کہ یہ دونوں قسم کے سود ناجائز ہیں اور لعنت ہیں۔ جو سود غریبوں سے لیا جاتا ہے، وہ افراد کے لئے لعنت ہے، اور جو تجارتی کاروبار پہ لیا جاتا ہے، وہ قوموں اور حکومتوں کے لئے لعنت ہے۔ اس سود کی وجہ سے ہی موجودہ زمانے کی اکثر جنگیں لڑی گئی ہیں۔ اور یہی سود جنگ کو مالداروں کا مشغلہ بنائے رکھتا ہے اسلام نے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ان دونوں قسموں کو الگ الگ بیان کر کے فیصلہ کر دیا تھا، کہ وہ سود بھی حرام ہے، جو غریبوں سے لیا جاتا ہے، اور وہ بھی جو تاجروں، کارخانہ داروں اور دیگر بڑے بڑے لوگوں کو روپیہ دے کر لیا جاتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم نے صاف فرما دیا تھا، کہ ایسے سود کا نتیجہ جنگ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے حالات نے اس سچائی کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے۔ مَیں واضح کر دینا چاہتا ہوں، کہ اسلام تجارتی کاروبار سے نہیں روکتا، بلکہ تجارتی کاروبار اور شراکتوں کے لئے ایسے اصول اسلام نے وضع کر دیئے ہیں، جن پر عمل کرنے سے افراد اور قومیں سود کی مضرتوں سے محفوظ رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ انفرادی اور قومی فائدہ اٹھا سکتی ہیں

۲۔ چاہیئے کہ روپیہ جمع کرنے کے امکانات کو کم کیا جائے۔ کیونکہ ان سے بھی حرص بڑھتی ہے اور چند افراد کو قوموں اور ملکوں پر بغیر ذاتی قابلیت کے حکومت کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس کا طریق یہ ہے، کہ جس شخص کے پاس روپیہ کی صورت میں دولت ہو، اس کے راْس المال پر، نہ کہ اس کے نفع پر، حکومت ایک ٹیکس لگا دے۔ اس طرح ایک طرف تو لوگ روپیہ جمع کرنے کی عادت کو چھوڑنے پر مجبور ہوں گے، اور روپیہ بے کار پڑا رہ کر ملک کی مالی حالت کی خرابی کا اور چند افراد کی ناجائز طاقت کا موجب نہ ہوگا۔ اور دوسری طرف اس ٹیکس کی آمد قوم کے کمزور حصہ کو ترقی دینے میں صرف ہو کر تمام قوم کی ترقی اور مضبوطی کا باعث ہوگی۔

۳۔ یہ قانون جو بعض ممالک میں رائج ہے، کہ ورثہ صرف بڑے لڑکے کو ملتا ہے۔ اس طرح بھی مصنوعی ذرائع سے بعض افراد کو طاقتور بنا دیا جاتا ہے۔ اور ایک طرف تو جھوٹے تفوّق کا خیال بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف چند افراد کو نسلاً بعد نسلٍ

Digitized by Khilafat Library Rabwah
ایسی قوت دیدی جاتی ہے، جو ان کو دُوسرے بنی نوع انسان پر ناجائز حکومت کا موقعہ دیتی ہے۔ یہ اور اس قسم کے تمام قانون جو وراثت کو محدود کرتے ہیں، بالکل منسوخ ہونے چاہئیں۔ تاکہ مال اور طاقت بعض خاص افراد کا حق بنکر نہ رہ جائیں۔ اور اگر کسی وقت کوئی شخص مال اور دولت میں ترقی کرے۔ تو اس کی دولت اور اس کا مال اس کے بعد لازماً اس کی تمام اولاد اور دیگر ورثاء میں تقسیم ہو کر اس خاندان کو دوبارہ اپنے سے چھوٹے خاندانوں کی صف میں لا کھڑا کرے۔ یہانتک کہ ایک دو نسلوں میں وہ باقی لوگوں کی طرح ہو جائیں۔ اور ان میں سے وہی لوگ ترقی کریں، جو ذاتی قابلیت رکھتے ہوں۔ اور ان کی ترقی ان کے ملک اور باقی دنیا کے لئے مفید ہو۔

۴۔ تمام بنی نوع انسان کو برابر قرار دیا جائے۔ اور کسی نسل اور قوم کو دوسری نسلوں اور قوموں سے برتر تسلیم نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں بھی ایک قوم کو دوسری قوم پر اور ایک نسل کو دوسری نسل پر حکومت کرنے یا حاصل شدہ حکومت کو قائم رکھنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ سب حکومتوں کا فرض قرار دیا جائے، کہ وہ تمام افراد ملک کے کھانے، کپڑے، مکان اور تعلیم کی ذمہ وار ہوں، تاکہ وہ ہزاروں روحیں جو پہاڑ کی وادیوں میں پیدا ہونے والے پھولوں کی طرح بغیر اپنی قابلیت کا جوہر دکھانے کے دُنیا سے گذر جاتی ہیں، انہیں اپنی قابلیتوں کے جوہر دکھانے کے مواقع حاصل ہوں، اور دُنیا فطرت کے ان قیمتی خزانوں سے فائدہ اُٹھا سکے۔ اور حکومت طاقت اور اختیارات صرف چند خاندانوں یا افراد کا حق نہ بنے رہیں۔

۶۔ ایکسچینج کے طریق کو جہانتک ہو سکے محدود کیا جائے۔ اور تبادلہ اشیاء کے طریق کو زیادہ سے زیادہ رائج کیا جائے۔ تاکہ مالدار اقوام غریب ملکوں کی دولت کو سستے داموں لُوٹ نہ سکیں۔

اگر ان چھ اصولوں پر عمل کیا جائے تو اس سے انسانی ذہن میں ایسی تبدیلی پیدا ہونی ممکن ہے جو اسے لالچ اور حرص سے آزاد کردے۔ اور اقوام آپس میں محبت اور پیار سے رہ سکیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن چونکہ باوجود پوری احتیاط کے پھر بھی بعض دفعہ خرابی کہیں نہ کہیں سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس نئی دُنیا کو دوام اور ثبات عطا کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے، کہ آئندہ سب حکومتیں اور قومیں اس نفسی نفسی کی پالیسی کو جو آب رائج ہے، ترک کر دیں۔ اور سب مِلکر اس بات کا عہد کریں، کہ بعید ترین اور کمزور ترین ملک پر بھی اگر کوئی اَور ملک حملہ کریگا، تو وہ اوّل تو بیچ بچاؤ کر کے صلح کرانیکی کوشش کرینگی، اور اگر اس میں کامیابی نہ ہو، تو اپنی ساری فوجی طاقت کے ساتھ ظالم کو ظلم سے روکنے کی کوشش کرینگی۔ جبتک تمام یا اکثر حکومتیں اس ذمہ داری کو قبول نہ کرینگی، ظلم دور نہ ہوگا۔ اگر منچوریا اور ابی سینیا کی جنگوں کے موقعہ پر دنیا کی حکومتیں اپنی ذمہ داری کو سمجھتیں، اور ادا کرتیں، تو آج کی جنگ کبھی نہ ہوتی، اور جو نقصان دنیا کو آج ہو رہا ہے ملا اس وقت اس سے ہزاروں حصّے کم نقصان اٹھا کر امن ایک لمبے عرصہ کے لئے قائم کر دیا جاتا۔

بغیر ان تدابیر پر عمل کرنے کے ایک نئی دُنیا کے بنانے کا خیال محض ایک وہم ہے، جو کسی صورت میں پورا نہیں ہو سکتا۔ مگر اصل اور یقینی ذریعہ جس سے ایک نئی دُنیا پیدا کی جا سکتی ہے، اور جس میں یہ سب تدابیر اور ان کی تمام تفاصیل شامل ہیں، یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان اس خدائے قدیر و حکیم کی طرف جھکیں، جو دُنیا کا پیدا کرنے والا ہے، اور جو انسان کی پیدائش کی غرض کو خوب جانتا ہے، اور اس سے عرض کریں، کہ اے رحمتوں اور فضلوں والے خدا! تُو نے ہم کو ہر قسم کے آرام اور راحت کے سامان بخشے تھے، مگر ہم نے ان سے فائدہ نہیں اٹھایا، اور انہی سامانوں کو اپنے لئے زحمت اور عذاب کا سبب بنا لیا ہے۔ اب دیکھ کہ ہم اپنے ہاتھوں کے کئے سے بیزار ہو کر تیری طرف اور صرف تیری طرف جھکتے ہیں، اور تیری خالص توحید کا اقرار کرتے ہوئے تجھ سے التجا کرتے ہیں، کہ تو ہم پر اپنا فضل اور رحم فرما، اور اس دُنیا کو ہمارے لئے آرام اور سکون کی جگہ بنا دے۔ اور وہ نیا نظام قائم کر دے، جس سے ہمارے یہ دکھ دُور ہو جائیں۔ اور اگر اس نظام کے قیام کا سامان تو نے پیدا کر دیا ہے، تو ہماری توجہ اس طرف پھرا دے۔ اور ہمیں اس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق بخش۔ آمین ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ختم نبوت

جناب خواجہ احمد الدین صاحب مرحوم امرتسر کی انجمن "امت مسلمہ" کے بانی تھے۔ ان کا مسلک انکارِ حدیث تھا۔ حضرت مولٰینا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے خواجہ صاحب کی زندگی میں ان سے مسئلہ ختم نبوت پر ایک تحریری مناظرہ کیا تھا۔ اس مناظرہ میں خواجہ صاحب کے تیسرے پرچہ کا جو کچھ عرصہ ہوا "امت مسلمہ کے آرگن "بلاغ" میں شائع تھا، حضرت مولٰینا نے ان کے فرزند کی درخواست پر حسب ذیل جواب لکھا تھا۔ یہ جواب آپ نے ہمیں برائے افادہ عام شائع کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ گو اس میں ایک پرانے مناظرہ کا ذکر ہے۔ مگر چونکہ اس میں کسی وقتی موضوع پر نہیں، بلکہ ایک اصولی اور عام موضوع پر بحث ہے۔ اس لئے اس کا مطالعہ کرنا ناظرین کے لئے موجب دلچسپی و ازدیاد علم ہوگا۔ (ایڈیٹر)

عزیز مکرم و محترم جناب ابوالاحسان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

خاکسار بعض جلسوں میں شمولیت کی غرض سے چند دنوں کے لئے باہر سفر پر رہا۔ واپسی پر آپ کا رسالہ "بلاغ" مجھے ملا۔ جس کے صفحہ ۱۳۹ پر تبرکات کی سرخی کے نیچے جناب خواجہ احمد الدین صاحب مرحوم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے ایک مباحثہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے، جو میرے اور خواجہ صاحب مرحوم کے درمیان تحریری طور پر ہوا تھا۔ اور جس کے نیچے خواجہ صاحب مرحوم کا تیسرا پرچہ نقل بھی کیا گیا ہے۔ اور مجھ سے درخواست کی گئی ہے، کہ اس تیسرے پرچہ کا جواب دیا جائے "تا متلاشیانِ حق کسی صحیح نتیجہ پر پہونچ سکیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے، کہ یہ جواب بھی درج رسالہ "بلاغ" کر دیا جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ صاحب مرحوم کے ہر پرچہ کا جواب گو میری طرف سے دورانِ مباحثہ میں دیا جا چکا ہے۔ اور میرا ہر جوابی پرچہ خواجہ صاحب مرحوم تک پہنچا دیا گیا تھا جن میں سے آپ کو صرف تیسرا پرچہ دستیاب ہو سکا۔ بہت ممکن ہے کہ تلاش کرنے سے خواجہ صاحب مرحوم کے اس تیسرے پرچے کا جواب بھی مل جائے۔ لیکن میں مناسب نہیں سمجھتا، کہ اپنے مرحوم دوست کے عزیز فرزند عزیزم ابوالاحسان کی درخواست کو مسترد کروں۔ خواجہ صاحب مرحوم میرے خاص محبّوں اور مخلص دوستوں سے تھے، اور باوجود اختلاف مذہب کے وہ اپنے اخلاق حسنہ اور شرافت فطرت کی وجہ سے اپنی ممتاز حیثیت سے ایک خاص شان رکھنے والے تھے۔ ان کی وفات کی خبر سے جو مجھے رسالہ "بلاغ" ہی کے ذریعے معلوم ہو سکی، مجھے ایک دلی رنج اور خاص صدمۂ فرقت محسوس ہوا ہے، ان کا وجود قرآنی علوم کے حلقے کے اندر شغف قرآن کے لحاظ سے اور قرآنی مذاکرہ علمیہ کے باعث ایک خاص حیثیت رکھتا تھا۔ امرتسر میں جب میں ۱۹۱۶ء میں قیام پذیر تھا، خواجہ صاحب مرحوم کی مجالست سے بجز قرآن کریم کے اشتغال کے اور کوئی بات آپ کے لئے موجب دلچسپی نہ پائی۔ آپ کو قرآن کریم سے ایک خاص شغف تھا، اور دوسرے اسلامی فرقوں کے علماء میں سے ایسے بہت ہی کم ہیں، جو خواجہ صاحب مرحوم کے اخلاقِ حسنہ کی شان رکھنے والے ہوں۔ تبادلہ خیالات کے وقت مخالف فریق کی گفتگو خواہ کتنی بھی سختی اور درشتی سے مملو کیوں نہ ہو، آپ بالکل حلیم اور بردبار اور قول لین پر عمل پیرا رہتے تھے۔ اور جیسا کہ بعض تنگ ظرف علماء فریقِ مخالف سے اپنے مسلمات کے خلاف بات سُنکر برداشت کرنے کے عادی نہیں ہوتے، بلکہ جھٹ غیظ و غضب اور طیش میں آکر مُنہ سے واہی تباہی اور گندے الفاظ اچھالنے لگ جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب مرحوم کو ایسی باتوں سے دور کی بھی نسبت نہ تھی۔ ایسے عزیز الوجود کا اہلِ قرآن کے حلقہ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جانا اپنے ہم مشرب لوگوں کے لئے خصوصًا اور دوسرے قدردان اصحاب کے لئے عمومًا موجب صد رنج و افسوس ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ان چند ضروری تمہیدی فقرات کے بعد اپنے عزیز کی درخواست کی تعمیل میں خواجہ صاحب مرحوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے تیسرے پرچہ کے جواب کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ بہتر ہوتا، کہ خواجہ صاحب مرحوم کی زندگی میں یہ جواب نکلتا۔ تا ان خیالات سے مطلع ہو کر شاید آئندہ کے لئے وہ کچھ جوابی صورت میں تحریر فرماتے۔ یا جواب کے لئے مشورہ کے طور پر کچھ فرما دیتے۔ لیکن اب تو محض عزیز موصوف کے ارشاد کی تعمیل کرنا اصل مقصد ہے، ممکن ہے کہ جواب پیش کردہ سے کوئی کلمۂ خیر کسی سعید روح کے لئے باعث ہدایت و رشد ہو سکے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔ خاکسار ابوالبرکات غلام رسول راجیکی:۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، خواجہ صاحب مرحوم اور میرے درمیان جو سلسلۂ تحریر پرچوں کی صورت میں جاری رہا، مَیں خواجہ صاحب مرحوم کے اس مطالبہ کے جواب میں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کیونکر نبی ہو سکتے ہیں، اور آپ کے انکار کرنے سے ایک شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے، قرآن کریم کی آیات کے حوالوں سے کئی طرح کے جوابات پیش کرتا رہا، جو میرے پرچوں کے دستیاب ہونے پر علم میں آسکتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ میرے جوابات تین صورتوں میں منقسم پائے جاتے تھے:۔

۱۔ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آیا کسی نبی کا آنا ممکن ہے۔

۲۔ یہ کہ کیا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی "معیار ہائے صداقت انبیاء" جو قرآن کریم میں پیش کئے گئے ہیں، کی رُو سے اپنے دعوئے نبوت میں صادق ہیں۔

۳۔ یہ کہ آپ کے نبی ثابت ہونے کے بعد کفر کے لحاظ سے آپ کے منکر کی وہی حیثیت ہو سکتی ہے، جو خدا تعالےٰ کے دوسرے صادق نبیوں کے منکروں کی قرار پا چکی ہے۔ اور یہ امر حضرت مرزا صاحبؑ کے نبی ثابت ہونے کے بعد خود بخود ثابت ہو جاتا ہے، اس لئے کہ نبی کا انکار کفر اور نبی کا منکر کافر ایک متفقہ اور مسلّمہ مسئلہ ہے۔

مَیں نے ان ہی تین صورتوں کی وضاحت مختلف آیات قرآنیہ کے حوالہ جات سے اپنے پرچوں میں پیش کی تھی۔ اور انہی کے متعلق خواجہ صاحب مرحوم تردیداً اپنے پرچوں میں تحریر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے رہے۔ اب بھی مَیں قریبًا انہی سابقہ پرچوں کا خلاصہ جو میرے ذہن میں آسکتا ہے، پیش کر دیتا ہوں۔

پہلی صورت جو امکان نبوّت بعد آنحضرت صلعم کے متعلق پائی جاتی ہے، اس کی وضاحت کے لئے حسب ذیل آیات سے استدلالاً ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ جنہیں پیش کرتے ہوئے خواجہ صاحب مرحوم کے تردیدی امور کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا۔

سورۃ فاتحہ میں تمام مسلمانوں کو من حیث القوم اور بحیثیت جماعت یہ حکم دیا گیا ہے، کہ وہ پانچ وقت اللہ تعالےٰ کے حضور میں اپنی نمازوں میں منعمین کی راہ طلب کیا کریں۔ اور آیت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے فقرہ سے واضح فرمادیا، کہ منعم وہ لوگ ہیں، جو مغضوب اور ضال لوگوں سے مغائرت رکھتے ہیں، اور ان کے غیر ہیں۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے، کہ مغضوب اور ضال قومیں بالخصوص قوم یہود اور قوم نصارٰی ہیں۔ اور بالعموم وہ سب قومیں مغضوب اور ضال ہیں، جنہوں نے قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ اور منعمین سورۂ نساء کی آیت وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ کے رُو سے نبی، صدیق، شہید اور صالح چار قسم کے لوگ قرار دیئے گئے ہیں۔ اور ان کو ان چار مدارج پر تقسیم کرنا بلحاظ مراتب اور درجات کے ہے۔ اور یہ درجات اور مراتب انعام کے صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے وابستہ کئے گئے ہیں، جو ایک قسم کی شرط ہے، جس کے تحقق کے بغیر انعامات متذکرہ بالا سے کسی انعام کا ملنا محالات سے ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے، کہ آئندہ تاقیامت ان انعامات کے وہی لوگ وارث بنائے جائیں گے، جو آنحضرت صلعم کی اطاعت کرنے والے یعنی آپ کی امت میں سے ہونگے۔ اور دوسرے لوگ جو آپ کی اطاعت سے منحرف ہونگے، خواہ وہ قوم یہود سے ہوں، یا قوم نصارٰی یا کسی دوسری قوم سے۔ وہ سب کے سب ان انعامات سے بجُز شرط مذکورہ بالا کے تحقق کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے گئے ہیں، اور وہ بجائے منعم قرار پانے کے مغضوب اور ضال قرار پا گئے ہیں۔ پس یہ امر امتِ محمدیہ کے لئے طرۂ امتیاز کے طور پر قائم کیا گیا ہے، کہ آئندہ انعامات متذکرہ کا حصول صرف اسی امت مرحومہ سے مختص ہے۔ اور اگر امتِ محمدیہ کو بھی ان انعامات سے جن کی وجہ سے اُسے ممتاز قرار دیا گیا ہے، محروم تسلیم کیا جائے تو بالفاظِ دیگر اس کے متعلق بھی تسلیم کرنا پڑے گا، کہ یہ امت بھی دوسری قوموں کی طرح مغضوب اور ضال ہے۔ پس جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اطاعت سے بھی انعام نبوت آپ کی اُمت کے کسی فرد کو نہیں مل سکتا، وہ گویا اس آیت کی تکذیب کے مترادف اور اس عقیدہ سے اس امتِ منعمہ کو مغضوب اور ضال قرار دے رہے ہیں۔ اور اس آیت کے متعلق یہ کہنا کہ "اس آیت میں یہ دکھلانا مقصود نہیں ہے، کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت سے آدمی نبی، صدیق، شہید یا صالح بن جاتا ہے، یا نہیں بنتا، یا ان میں سے بعض یا کل مراتب پاتا ہے، یا نہیں پاتا، اس کے لئے تو دوسری سندیں درکار ہوں گی۔" نیز یہ کہنا کہ "اس آیت مبارکہ میں تو صرف اتنا ہی بتلانا مقصود ہے، کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے بعد موت کے اعلیٰ رفیقوں میں جا ملتے ہیں، جو انعامِ الٰہی میں داخل ہو چکے ہیں، یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کی منعم علیہا جماعت کے ہمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی رفاقت و ہمراہی کوئی ادنیٰ بات نہیں ہے، بلکہ بہت اچھی بات ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے ساتھ ہونے کے معنی وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا سے صاف کر دیئے ہیں، کہ یہاں صرف رفاقت کا بیان کرنا ہی مقصود ہے۔"

اس کے متعلق جواباً یہ گذارش ہے، کہ فقرہ اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ رفاقت کو انعام کی شراکت والی معیت کے معنوں میں پیش کر رہا ہے، اس لئے کہ سورۃ فاتحہ کی دعا میں منعمین کا راستہ طلب کرنا بغرض حصولِ انعام ہے، نہ بغرض حصول محض رفاقت جو خالی از انعام ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلعم کی نبوت اور رسالت کا دائرہ آیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وغیرہ کے رُو سے تمام دنیا کی قوموں کے لئے وسعت پذیر ہے، بمقابلہ پہلے نبیوں کے جو ایک ایک قوم کے لئے مبعوث کئے گئے، اور جس طرح پہلے نبیوں کی خدمت صرف ایک ایک قوم سے مخصوص تھی، اور ان کے مقابل آنحضرت صلعم کی خدمت سب دنیا کے لئے ہے (اور اس لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پُر وسعت خدماتِ رسالت کے باعث آپ کو سب نبیوں پر فضیلت حاصل ہے) اسی طرح آپ کی اُمت کے صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں پر فضیلت ہونی چاہیئے۔ اور وہ فضیلت ہمارے اعتقاد میں یقیناً امتِ محمدیہ کے منعمین کو حاصل بھی ہے، بلکہ اس امت کے نبی مسیح محمدی کو مسیح اسرائیلی کے مقابلہ میں فضیلت حاصل ہے۔

علاوہ اس کے سورۂ مائدہ اور پارہ ششم کی آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ جس میں ضمیر مخاطب کو جمع کی صورت میں لا کر امتِ محمدیہ کے نفوس کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اے امتِ محمدیہ کے لوگو! آج مَیں نے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا ہے، اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے۔ اس سے بالوضاحت ظاہر ہوتا ہے، کہ اس آیت میں امتِ محمدیہ کے افراد کو بھی منعم قرار دیا ہے۔ اور جب امتِ محمدیہ نصوص قرآنیہ کے رُو سے وارثِ انعامات ٹھہری، تو اس سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا، کہ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا والی رفاقت جن معنوں میں اچھی رفاقت ہو سکتی ہے، وہ انعامی اشتراک کے لحاظ سے پائی جاتی ہے، ورنہ خالی معیت اور رفاقت جو انعام کے سوا ہو، وہ بجز حصولِ انعام کے موجب حسرت اور بے معنی ہے۔ جیسا کہ ایک شخص بہت اچھا اور لذیذ کھانا کھا رہا ہے، اور ایک دوسرا شخص جو بھوک سے بیتاب اور بے قرار ہو رہا ہے، اس کو اس کھانے والے کے پاس بٹھا دیا جائے، لیکن اس کھانے کی نعمت سے محروم رکھا جائے، تو محرومی کے ساتھ وہ معیت اور رفاقت اس محروم رفیق کے لئے کوئی اچھی رفاقت نہیں ہے، بلکہ موجب حسرت اور اضطراب کو بڑھانے والی ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے اگر یہ تسلیم کیا جائے، کہ امتِ محمدیہ کے لوگ بعد الموت ہی پہلے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کی رفاقت حاصل کرینگے، تو اس کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ آیا بعد الموت کی رفاقت امتِ محمدیہ کے افراد کو انعامی شرکت کے معنوں میں حاصل ہوگی، یا انعام سے محرومی کے ساتھ۔ اگر یہ کہا جائے، کہ پہلے منعمین جو پہلی اُمتوں کے نبی، صدیق، شہید اور صالح ہیں، وہ تو واقعی منعم ہوں گے، لیکن امتِ محمدیہ کے لوگ منعم ہونے کے سوا خالی رفاقت اور خالی معیت حاصل کرنے والے ہونگے، تو اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ رسالت اور آپ کی اطاعت اور آپ کی امت کی جو خیر امت ہے، سخت توہین اور کسر شان لازم آتی ہے۔

اور اگر یہ تسلیم کیا جائے، کہ آنحضرت صلعم کی امت کے لوگ بھی بعد الموت منعمین کی معیت اور رفاقت کو منعمین کی حیثیت سے حاصل کرینگے، اور اس طرح سے صدیقوں کے ساتھ صدیق، اور شہیدوں کے ساتھ شہید اور صالحوں کے ساتھ صالح رفاقت حاصل کرینگے، تو ضرور ہے، کہ امتِ محمدیہ کے افراد کا ان مراتبِ انعام کو حاصل کرنا آنحضرت صلعم کی اطاعت کے باعث دنیا میں ہی پایا جاتا ہو۔ اور جو دنیا میں انعام صدیقیت سے صدیق بنائے گئے، جیسا کہ حضرت ابوبکر رضؓ صدیق تو وہی لوگ قیامت کو بھی صدیقوں کی معیت کو حاصل کر سکیں گے۔ ایسا ہی شہید اور صالح کا انعام پانے والے۔ اور جب یہ امر لابدی طور پر قابلِ تسلیم ہے، کہ امتِ محمدیہ میں یہ چاروں طرح کے انعام آنحضرتؐ کی اطاعت سے مل سکتے ہیں، اور ملتے ہیں، تو جہاں اُمت میں صدیق اور شہید اور صالح بن سکتے ہیں وہاں ان کے ساتھ اَلنَّبِیّٖنَ کا وعدہ انعامی بھی دیا گیا ہے، کہ جہاں امت کو یہ تین مدارج حاصل ہو سکتے ہیں، وہاں نبوت کا انعام بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے، کہ آنحضرت صلعم کے بعد آپ کی اطاعت کے توسط سے امتِ محمدیہ کو نبوت کے انعام سے جو حکومت اور سلطنت کی طرح قومی انعام ہے، ملنے سے محروم نہیں کیا گیا۔

علاوہ اس کے سورہ مزمل کی آیت کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا میں آنحضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلے اللہ علیہ وسلم کو موسٰےؑ کا مثیل ٹھہرایا گیا ہے۔ اور سورۂ نور کی آیت استخلاف یعنی وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الخ میں آنحضرتؐ کی امت کو خلفاء کا وعدہ دیا گیا ہے، اور ان خلفاء کو موسوی خلفاء کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ اور موسوی خلفاء کا سلسلہ حسب آیت وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ ، وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ موسٰےؑ کے بعد سے شروع ہو کر حضرت مسیحؑ پر ختم ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہے، کہ مسیحؑ کو موسوی خلفاء کا آخری خلیفہ قرار دیا گیا جس سے باشانِ مماثلت استنباط اور استدلال کے رُو سے تسلیم کرنا پڑتا ہے، کہ آنحضرت صلعم کے خلفاء سے بھی آخری خلیفہ مثیل مسیحؑ ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی جو آنے والے مسیح موعود کے متعلق کتب احادیث میں بکثرت پائی جاتی ہے، اور ایسا ہی وہ دوسرے خلفاء جن میں سے ہر ایک بغرض تجدید دین حدیث نبویؐ کی توضیح کے مطابق ہر صدی کے سر پر مبعوث کیا جاتا ہے، وہ انہی معنوں میں پیش کی گئی ہے۔ اور جس طرح موسوی خلفاء کا کام حسب آیت اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا۔ توریت کی تعلیم کی اشاعت اور توریت پر لوگوں کو چلانا تھا۔ اور وہ باوجود نبی ہونے کے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے بعد نئی شریعت نہیں لایا کرتے تھے، اسی طرح آنحضرت صلعم کے بعد کے خلفاء خواہ وہ نبی ہوں، یا غیر نبی، تمکین دین اور بیرونی حملوں سے جو دین حق کے لئے بصورت خوف پیش آتے ہیں، اس خوف کو تبدیل بہ امن کرنے کے لئے انہیں مبعوث کیا جاتا ہے، اور خلفاء محمدیہ کے اسی کام کو تجدید دین کے لفظ سے حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان خلفاء کو مجدد کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے، کہ احادیث صحیحہ کا ماخذ در اصل قرآن کریم ہی ہے۔ نیز یہ کہ جو خلفاء، خواہ وہ نبی ہوں، یا غیر نبی، نئی شریعت نہیں لاتے، بلکہ پہلی شریعت کے ہی تابع ہو کر آتے ہیں، ان کا پہلی شریعت کے احکام پر چلانے کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کام درحقیقت تجدید کے طور پر ہی پایا جاتا ہے۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا سے بصورت اعتراض یہ سوال پیش کرنا کہ "حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد حکومت ہو کر دعا مانگی تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ یعنی اے خدا تو مجھے مسلمان ہی رکھکر فوت کر اور مجھے صالحین کے ساتھ ملا دے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صالحین کی معیت اور ان کے ساتھ ملحق ہو جانا حقیقی اور پورے طور پر موت کے بعد ہی ہوتا ہے" درست نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دُعا اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کی وصیت کی تعمیل میں تھی، جو لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ کے الفاظ میں یعقوبؑ کے سامنے پیش کی گئی۔ نیز اس دعاء کا یہ مطلب نہیں ہے، کہ حضرت یوسفؑ دُنیا میں تو صالح نبی نہ تھے، لیکن دعا سے اب بعد الموت صالح یعنی صادق نبیوں کی معیت کو حاصل کر لیں گے۔ بلکہ آپ بوجہ صالح اور صادق نبی ہونے کے دُنیا میں بھی صالح اور صادق نبی تھے۔ اور آخرت میں بھی صالحین صادقین کی معیت میں ہونگے۔ پس یہ بات آیت اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ کے متعلق پیش کردہ استدلال کے مخالف نہیں۔ اس لئے کہ دُنیا میں جو منعمین میں سے نبی صدیق، شہید اور صالح ہوگا، وہی آخرت میں بھی اپنے اپنے مراتب اور درجات کے لوگوں کی معیّت کو حاصل کرے گا، جیسے کہ حضرت یوسفؑ دُنیا میں نبی صالح تھے، اور بعد الموت بھی صالح نبیوں کی معیت میں ہونگے۔ اور یہی وہ بات ہے جو حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا کے فقرہ میں رفاقت کے معنوں میں پیش کی گئی ہے۔ پس حضرت یوسفؑ کی دُعا کا مطلب ہماری پیش کردہ دلیل کے منافی نہیں، بلکہ مؤید اور مصدق اور موافق ہے۔

اب جو امر امکان نبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اسے توڑ مروڑ کر پیش نہیں کیا گیا بلکہ نفسِ استدلال کی مسلمہ شان سے پیش کیا گیا ہے۔

علاوہ اس کے آیت كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ الخ کے رُو سے بھی امکان نبوّت بعد آنحضرت صلعم ثابت ہوتا ہے۔ اِس طرح پر کہ آیت موصوفہ میں نبیوں کی بعثت کی ایک غرض لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ یعنی لوگوں کے اختلافات کے درمیان بشان حَکَمِیّت فیصلہ فرمانا ہی ہے۔ اب جب تک دُنیا میں اختلافات کا وجود باقی ہے، جو بطور علّت کے ہے، تو نبیوں کی بعثت کا بغرض فیصلہ حَکَمِیّت بھی پایا جانا ضروری ہے، جو اس علّت کے لئے معلول کی حیثیت میں پایا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف قرآن کریم کا فرمانا کہ لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ یعنے دنیا میں ہمیشہ ہی اختلافات پیدا کرنے والے رہیں گے، تو انبیاء بھی بغرض فیصلہ مزید مبعوث ہوتے رہیں گے۔ لیکن آنے والے نئے نبیوں کے لئے یہ ضروری نہیں، کہ وہ نئی شریعت اور نئی کتاب بھی لائیں۔ اس لئے کہ قرآن کریم وہ کتاب عزیز ہے کہ لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ۔ جس کے مقابل ہر طرح کا باطل شریعت خوردہ اور ذلیل ہونار ہے گا۔ ہاں جو لوگ یہ کہتے ہیں، کہ آئندہ باوجود اختلافات امّت واہم کے نبیوں کی آمد بند ہے، ایسا خیال کرنا آیت متذکرہ بالا کے مفہوم اور پیش کردہ حقیقت اور صداقت کے بالکل منافی ہے۔

اسی طرح آیت مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ کے رُو سے بعد آنحضرتؐ نبیوں کی آمد کا امکان ثابت ہے۔ اور وہ اس طرح کہ آیت موصوفہ میں بتایا گیا ہے کہ خدائے تعالےٰ صرف دعوےٰ ایمان کی حالت پر ہی لوگوں کو چھوڑنا نہیں چاہتا، جب تک پاک اور پلید کے درمیان فرق کرکے نہ دکھلائے۔ اور یہ بات کہ لوگوں سے بلحاظ ایمان اور کفر اور بلحاظ اخلاص اور نفاق کون پاک ہے، اور کون پلید ہے، یہ بات غیب سے تعلق رکھتی ہے، جسے خدا ہی خوب جانتا ہے، ہاں تمہیں اس سے مطلع کرنا صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے، کہ خدا تعالےٰ اپنے رسولوں سے کسی کو مبعوث فرمادے اور تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ، تو اس ایمان لانے اور نہ لانے سے پاک اور پلید کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درمیان فرق ظاہر ہوجاویگا۔ یعنی پاک لوگ ایمان اور اخلاص سے الگ ہوجاوینگے، اور پلید لوگ کفر اور مخالفت سے الگ۔

اس آیت سے اس بات کا صاف پتہ لگتا ہے، کہ محض دعویٰ ایمان کچھ چیز نہیں، جب تک کہ پاک و پلید کے درمیان فرق کرنے کے لئے خدا کے رسول مبعوث نہیں کئے جاتے۔ جیسا کہ آج اس زمانہ میں مدعیٔ ایمان تو سب بنتے ہیں۔ اور باوجود اختلافات کثیرہ کے ہر ایک فرقہ کا یہی دعویٰ ہے، کہ پاک اور مومن فرقہ ہم ہی ہیں۔ اب سب کا دعویٰ باوجود اختلاف عظیم کے کیونکر درست تسلیم کیا جاسکتا ہے، جب تک کہ آیت موصوفہ کے پیش کردہ اصل کے مطابق کوئی رسول مبعوث نہ ہو۔ اور خدا کا شکر ہے، ہمارے نزدیک تو رسول مبعوث ہوچکا۔ اور اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ کے ارشاد کی تعمیل میں ہم نے اٰمَنَّا بھی صدق دل سے کہدیا، اور اس رسول کی معیت میں بھی ہوگئے۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ؛

(باقی)

مکتبہ احمدیہ قادیان

سے آپ ہر قسم کی کتابیں منگا سکتے ہیں۔ نیز قرآن مجید مترجم اور معرّا بھی ہمارے ہاں سے طلب فرمایئے۔ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کو انشاء اللہ کبھی شکایت کا موقعہ نہ ملے گا ؛

مینجر مکتبہ احمدیہ قادیان

خالص شہد۔ کستوری، زعفران اور سلاجیت منگانے کا پتہ :-
چوہدری عبدالحلیم معرفت حضرت مولوی شیر علی صاحب قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معرکۂ روح و بدن

تحریک سوشلزم پر ایک نظر

(از ذاکر عجمی)

(۶)

سنڈیکیت:- (Syndicalism) سرمایہ داری کے خلاف عالمگیر بغاوت پیدا ہو چکی تھی۔ اور اس بغاوت کا موسس اعلیٰ کارل مارکس تھا، لیکن امتدادِ زمانہ سے اور مختلف ممالک کے مخصوص حالات و کوائف کے مطابق اس بغاوت نے مختلف صورتیں اختیار کر لیں۔ اس کے بعض مظاہر کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب ہم ایک اور تحریک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، جو سنڈیکیت (Syndicalism) کے نام سے معروف ہے۔ اگرچہ اس وقت یہ اپنی اصلی صورت میں کہیں بھی موجود نہیں، تاہم اس کی تاریخی اہمیت مسلّم ہے۔ اس کا زاد بوم فرانس ہے، اس کا آغاز تنظیم سے ہوا۔ اور اس تنظیم کو برقرار رکھنے اور اس کو ترقی دینے کے لئے مناسب اصول وضع کئے گئے۔ یعنی سنڈیکیت کا جنم کسی نظریئے سے نہیں ہوا۔ اور جو نظریئے اب اس سے متعلق بتلائے جاتے ہیں، وہ بعد میں بنائے گئے۔ تاکہ وہ تنظیم (انجمن مزدور) جس کے بطن سے یہ تحریک پیدا ہوئی، قائم رہے۔ کیونکہ ہر منظم تحریک کے لئے کچھ اصول وضع کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ یہ اصول اس کے لئے بمنزلہ خوراک اور غذا کے ہوتے ہیں۔ اور ان سے اس تحریک کی قوتِ نامیہ کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ سوشلزم اور انارکزم کا معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یہ دونوں تحریکیں ایک تخیل اور نظریئے سے پیدا ہوئیں۔ اور تنظیم بعد میں وجود میں آئی۔ تاکہ اس تخیل کے لئے گوشت پوست کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah
کام دے۔ آگے چلکر سنڈیکلزم اور دوسری معاشی تحریکوں کے فرق پر سیر حاصل بحث ہو گی لیکن یہ وہ فرق ہے، جو ان کی پیدائش میں مضمر ہے۔ اور اس کا ذکر ابتداء میں کر دیا گیا ہے۔

یہ خاص تحریک فرانس میں کیوں پیدا ہوئی؟ اس کے بھی تاریخی بواعث ہیں۔ سنہ ۱۸۷۰ء کی جنگ نے تمام معاشی تحریکات کا قلع قمع کر دیا۔ اور تقریباً سات سال تک ملک میں کوئی عمرانی اصلاح کی آواز تک پیدا نہ ہوئی۔ آخر سنہ ۱۸۷۷ء میں Jules Guesde نے تحریک سوشلزم کو از سر نو زندہ کیا۔ لیکن سوشلسٹ کئی جماعتوں میں بٹ گئے۔ اور ان کے اصول اور طریقۂ کار میں گہرا اختلاف رُونما ہو گیا۔ جو آئینی طریق کے حامی تھے، ان کے بعض لیڈر پارلیمنٹ میں منتخب ہو کر اشتراکی اصولوں سے منحرف ہو گئے، بلکہ خود انہوں نے اشتراکیت کو کچلنا شروع کر دیا۔ ارتداد کے مسلسل واقعات سے اشتراکی جماعت میں یہ خیال راسخ ہو گیا، کہ سیاست ان کی تحریک میں پیچیدگیاں پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے، اور لیڈر اپنی شاہراہ سے ہٹ کر سیاست میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے سیاسی استیلاء کو قائم رکھنے کے لئے وہ خود تحریک کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ جوں جوں یہ خیال جڑ پکڑتا گیا، سیاست سے نفرت بڑھتی چلی گئی۔ اور انجام کار یہ طے پایا، کہ انجمن مزدور (Trade union یا Syndicate) کو مرکزی حیثیت حاصل رہے، اور اس کے قول و عمل میں سیاست دخل انداز نہ ہونے پائے۔ خیالات کی اس رَو سے سنڈیکلزم پیدا ہوئی۔ یہ مزدور کو دولت آفریں عامل (Factor) سمجھتی ہے۔ یہ انڈسٹری (صنعت و حرفت) کی اصلاح اور تنظیم کی خواہاں ہے۔ اور دولت آفرینی کے عمل کو آسان اور دلپذیر بنانا چاہتی ہے۔ یہ محض مغالطہ ہے، کہ اس کا مقصد فقط اُجرت کی شرح کو بڑھانا ہے۔ مزدوروں کی تنظیم ہی اس تحریک کا مرکز و محور ہے۔ باقی کام و محنت کی اصلاح کا خیال بعد کی چیزیں ہیں، تاکہ مرکز قوی سے قوی تر ہوتا چلا جائے۔ سیاست کو کُلّی طور پر ترک کر دینے کے بعد اس کا محاذِ جنگ خود کارخانے ہو جاتے ہیں۔ اور اس جنگ کی کئی شکلیں ہیں، اور ان تمام کا مقصدِ وحید یہ ہے، کہ سوسائٹی اور سٹیٹ دونوں مفلوج ہو کر رہ جائیں۔ اور Syndicates (انجمن مزدور) کو ملک میں کامل اقتدار حاصل ہو جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمہوری فساد سے اس تحریک کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ ابتداء میں تو یہ غیر قانونی قرار دی گئی، اور اس کے حامیوں کو شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا مگر ۱۸۸۴ء میں حکومت نے مجبور ہو کر ان مزدور انجمنوں کو رام کرنے کے لئے ان پر مربیانہ توجہ مبذول کرنی شروع کی، اور مالی امداد سے یہ کوشش کی، کہ یہ اپنا میدان عمل سماجی اصلاح بنا لیں۔ مزدوروں میں بے اطمینانی پھیلانے کی بجائے ان کو تعلیم دیں، اور ان کے حقوق کے لئے پُر امن مساعی عمل میں لائیں۔ لیکن یہ مصلحت آمیز نرمیاں کارگر نہ ہوئیں۔ کیونکہ جس تحریک کا خمیر بغاوت سے اٹھایا گیا تھا، وہ طوقِ اطاعت سے گلوگیر نہ ہو سکتی تھی۔ نتیجہ اس کے برعکس ہوا۔ یہ تحریک انتہا پسندوں کی قیادت میں آگئی۔ ۱۸۹۵ء میں انارکسٹ اس تحریک کے رہنما ہو گئے۔ اور انہوں نے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی، جو C. G. T. (Confederation Generale du Travail) کے نام سے مشہور ہے اس کا آئیڈیل یہ تھا، کہ سیاسی سرگرمیوں کو ترک کر کے صنعتی شورش پیدا کی جائے۔ اس کے لیڈر جو انارکسٹ تھے، انہوں نے اپنے اصولِ کار کو بدل لیا تھا۔ اس واسطے وہ اب سنڈیکلسٹ کہلاتے تھے۔ کیونکہ انارکزم میں سیاست ہی سیاست ہوتی ہے، اور سنڈیکلزم میں سیاست بالکل مفقود۔ شدّتِ عمل اور انتہا پسندی میں دونوں یکساں ہیں۔ مگر معاشی عقیدے کے لحاظ سے سنڈیکیت کمیونزم سے زیادہ مشابہ ہے۔

اجتماعی ملکیت (Collectivism) کا معاشی مطمح نظر یہ ہے، کہ ملک کی دولت سب کی ملکیت ہے۔ انارکزم چاہتی ہے، کہ یہ کسی کی ملکیّت نہ ہو۔ سنڈیکیت اس کے برعکس یہ چاہتی ہے، کہ ملک کی دولت صرف منظّم مزدوروں کے قبضے میں ہو۔ کیونکہ دولت کے اصلی پیدا کرنیوالے یہی لوگ ہیں۔ سنڈیکیت تمام عمرانی مسائل کا مزدور کی نظر سے مطالعہ کرتی ہے۔ اور اصولِ کار اور مآلِ کار کو وضع کرنے میں بھی مزدور اور فقط مزدور ہی پیشِ نظر ہوتا ہے۔ آئیڈیل کے لحاظ سے یہ کمیونزم سے مشابہ ہے۔ شورش پسندی اور انقلاب آفرینی میں یہ انارکزم کے ہم پلّہ ہے۔ مگر باین ہمہ یہ ان دونوں سے مختلف ہے۔ کیونکہ یہ انقلاب کا آغاز صرف کارخانوں سے شروع کرتی ہے بجائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی شکل ہڑتال ہو، چاہے یہ ہو کہ مزدور کارخانوں کو مسمار کر دیں۔ اور اگر اس کا فوری امکان نہیں تو مزدور اس طرح سے کام کریں، کہ کارخانہ دار کو خسارہ ہو۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اتنے انہماک سے کام کیا جائے، کہ کام تو عمدہ ہو مگر مقدار بہت ہی قلیل ہو، اور مالک کی لاگت بہت بڑھ جائے، یا اتنی عجلت سے کیا جائے، کہ مقدار میں اضافہ تو ہو جائے مگر مال خراب ہو۔ ایک یہ بھی صورت ہو سکتی ہے، کہ مزدور اور کارخانہ داروں کے دوسرے ملازم کارخانہ کی اشیاء کے سقیم ہونے کا پروپیگنڈا کریں۔ اور خریداروں کو کارخانہ سے بدظن کر دیں۔ الغرض کارخانہ دار کو دیوالیہ بنانے کی ہر ممکن صورت سنڈیکیٹ کے لائحۂ عمل میں آجاتی ہے۔ اب ظاہر ہے، کہ اس طریق کار کو کمیونزم اور انارکزم سے بہت اختلاف ہے۔ ان دونوں تحریکوں کا میدانِ عمل اور محاذِ جنگ سنڈیکیت سے زیادہ وسیع ہے۔ سوشلزم کا اختلاف بھی واضح ہے۔ کیونکہ سوشلزم کی تان آئین اور قانون پر ٹوٹتی ہے۔ حالانکہ سنڈیکیت کا پہلا وار سٹیٹ پر پڑتا ہے۔ اور اس کے حامی ملک کے قانون سے کسی نیکی کی توقع نہیں رکھتے۔ کیونکہ انارکسٹوں کی طرح ان کا بھی یہ عقیدہ ہے، کہ قانون ایک لعنت ہے، جو سرمایہ داروں نے سوسائٹی پر مسلط کر رکھی ہے۔ پھر ہم یہ بتلا آئے ہیں، کہ سنڈیکیت کا آغاز سوشلسٹ جماعتوں کے فتور سے ہوا۔ اور جب سوشلسٹ لیڈروں کی آئین پسندی نے تمام مزدوروں کو سیاست سے بدظن کر دیا، تو مزدور انجمنوں (Syndicats) نے یہ ٹھان لی، کہ سیاست کو بالکل خیرباد کہہ دیا جائے، کیونکہ یہ مخربِ اخلاق ہے، اور مقصد کے حصول میں ایک روک۔

سنڈیکی نظریے کی تشریح اس تحریک کے حامیوں کے مقاصد سے ہو سکتی ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

اوّلاً سنڈیکیت کا پیرو طبقاتی جنگ کو بطور اذعانی عقیدہ (Dogma) کے تسلیم کرتا ہے۔ اور اس جنگ کو شدید ترین صورت میں لڑنے کا قائل ہے۔ ایک کمیونسٹ بھی اس کو ناگزیر سمجھتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے، کہ کمیونسٹ یہ خیال کرتا ہے، کہ یہ فلسفۂ تاریخ کی ایک شاخ ہے۔ اور سنڈیکیت کا حامی اس کے علمی پس منظر کا قائل نہیں۔ وہ خود اس کو لائحہ عمل سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ وہ اس جنگ کو چلانے میں ہر قسم کے مجرمانہ تشدد کو روا رکھتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثانیاً:۔ سنڈیکیت کا علمبردار ایک کمیونسٹ کی طرح اس بات کو جائز اور مباح تصور کرتا ہے، کہ سرمایہ داروں سے ان کے املاک جبری طور پر چھین لئے جائیں۔ اور اس کی کسی رنگ میں تلافی نہ کی جائے۔ اسی طرح وہ مالکانِ اراضیات کو سرمایہ داری کا مظہر سمجھکر ان پر بھی استحصال جبری کا حربہ چلاتا ہے۔ اور کاروبار میں ہر قسم کے مقابلے کو ممنوع قرار دیتا ہے۔

ثالثاً:۔ وہ کمیونزم کے نظریۂ "اقدار زائد" کو تسلیم کرتا ہے۔ یعنے وہ مانتا ہے، کہ دولت آفرینی کے عمل میں مزدور کو اپنے کام کی مقدار کے مطابق معاوضہ نہیں ملتا۔ اس کی اُجرت قوت لایموت کا حکم رکھتی ہے۔ حالانکہ اس کی محنت و کاوش سے جو دولت وجود میں آتی ہے، وہ کہیں بڑھ چڑھکر ہوتی ہے۔ اس کی قلیل اُجرت کو چھوڑ کر جو دولت فاضل رہ جاتی ہے، وہ سب کی سب سرمایہ دار سمیٹ کرلے جاتا ہے۔ لیکن یہاں بھی کمیونسٹ کے ساتھ اس کو کامل اتفاق نہیں، وہ اس نظریئے کو اس واسطے نہیں مانتا کہ یہ ٹھیک ہے۔ بلکہ اس کو محض آلۂ کار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی تشہیر سے مزدوروں میں سخت ہیجان پیدا کیا جا سکتا ہے۔ سنڈیکیت کا مدعا فقط یہ ہے، کہ مزدور آمادۂ بغاوت ہوجائیں، اور سرمایہ داروں کے خلاف علانیہ میدانِ جنگ میں اُتر آئیں۔ اس لئے اُس کے نزدیک جواز اور عدم جواز کا کوئی مسئلہ نہیں۔ وہ ہر اس چیز کو اپنے پروگرام میں شامل کرنے کے لئے طیار ہے، جو مزدوروں میں اشتعال پیدا کردے۔ یہ نظریہ بھی کمیونسٹ پروگرام سے مستعار ہے۔ کیونکہ اس سے سرمایہ دار ظالم ثابت ہوتے ہیں، اور ان کا تمام سرمایہ اور ثروت مزدوروں کی محنت سے حاصل کیا ہوا مال ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کمیونسٹ اس نظریئے کے علمی مالہ، و ماعلیہ پر بحث کرکے ثابت کرتے ہیں، کہ سرمایہ داری میں ایسا ہوتا ہے، اور ہو رہا ہے۔ اور یہ مزدور کے حقوق پر کھلا ڈاکہ ہے۔ وہ اس کی علمی حیثیت کو مقدم اور عملی پہلو کو مؤخر قرار دیتے ہیں۔ مگر جیسے بیان ہوچکا ہے سنڈیکیت کے حامی اس کے علمی پہلو کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے۔ وہ اس پر محض اس لئے زور دیتے ہیں، کہ وہ مزدوروں کو مشتعل کرکے سرمایہ داروں کے خلاف لڑا سکیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمیونزم کوئی کم تباہ کن تحریک نہیں۔ لیکن سنڈیکیّت محض تخریب ہی تخریب ہے۔ اس تحریک کا سلبی پہلو تو بالکل عیاں ہے، مگر ایجابی پہلو بالکل مفقود ہے۔ یہ حیرت کا مقام ہے، کہ فرانس جو تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کا گہوارہ رہا ہے، اس میں ایک ایسی عمرانی تحریک پیدا ہو، جو سرمایہ داری کو مٹانے کے لئے تو بیتاب ہو، اور اپنے عمل تخریب کو مؤثر اور عالمگیر بنانے کے لئے ہر انتہا پسندی کو جائز سمجھے، اور جذباتِ نفرت ونقار کو ہوا دیکر اقتصادی زندگی کو نذرِ آتش کردے۔ مندرجہ بالا کو الف سے ظاہر ہے، کہ سنڈیکیّت ایک ہجومی تحریک ہے، جس میں زمام قیادت کسی خاص لیڈر کے پاس نہیں ہوتی۔ اور اس کی جنگ کی شکل یہ ہے، کہ مزدور کارخانوں میں داخل ہوکر سب نظم ونسق کو درہم برہم کردیں، اور کارخانہ داروں کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔ اور ملک کے تمام کارخانوں میں یہی خونین منظر دیکھنے میں آئے۔ اس میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا، کہ اس تحریک کا وجود اس بات کا بیّن ثبوت ہے، کہ یہ نہایت ناگوار اور انسانیّت سوز حالات کا ردِّ عمل ہے۔ اور جوں جوں مزدور کی زندگی ناقابل برداشت ہوتی جائے گی، اسی قدر وہ جذبۂ نفرت سے مغلوب ہوتا چلا جائے گا۔ اور وہ علم وعقل کو بالائے طاق رکھکر انتقام لینے پر آمادہ ہوجائیگا۔

اب اگر یہ سوال کیا جائے، کہ سنڈیکیّت جیسی بے سروپا اور سراپا تخریب کے موجبات کیا ہیں؟ تو اس کا جواب اس تحریک کی تاریخ میں مضمر ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ مزدور پہلے پہل امید اور اُمنگ کے ساتھ سوشلزم کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے، اور ہر قسم کی قربانی کے لئے طیار تھے۔ تاکہ سرمایہ داروں کی سنگین حکمرانی ختم ہو۔ ان کو اپنے لیڈروں پر کامل اعتماد تھا، جب عمل کا وقت آیا، تو لیڈروں نے غدّاری کی، اپنی ذاتی سربلندیوں کی تکمیل کے لئے تحریک کو خطرے میں ڈال دیا۔ اس غدّاری سے وہ نہ صرف سرمایہ داری سے اور متنفر ہوگئے، بلکہ قیادت کے اُصول سے بدظن ہوگئے، اور ان کے ذہن میں یہ بات راسخ ہوگئی، کہ لیڈر کبھی سازگار نہیں ہوسکتے۔ یہی وجہ ہے، کہ سنڈیکی تحریک میں قائد کا وجود ناپید ہے۔ اور یہی وجہ ہے، کہ اس میں خونخواری اور خونریزی ہے۔ اور اس کی جنگ میں کوئی نظم اور ترتیب نہیں۔ اس کے علاوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمہوری حکومت کی بدعنوانیوں نے مزدوروں کو سیاسی تنظیم کے اصول سے بھی متنفر کر دیا، اور وہ اتنے غلطاں اور پیچاں ہو گئے، کہ ان کی نظر سلب ونہب سے آگے بڑھکر تعمیر و ترتیب پر مبذول نہ ہو سکی۔ یہ بھی ایک وجہ ہے، کہ اس تحریک کا ایجابی پہلو مفقود ہے۔ بڑے بڑے کارخانوں میں اُجرتی غلاموں کا نظارہ مزدوروں کی بے دست و پائی اور ان کے "آجروں" کا جارحانہ رویہ یہ سب وہ موثرات ہیں، جو مظلوم مزدور میں انتہائی غم وغصہ پیدا کر دیتے ہیں۔ اور جب اس کو سرمایہ دار کے خلاف صف آراء ہونے کا موقعہ ملتا ہے، تو اس کی تمامتر توجہ صرف اس بات پر مرکوز ہوتی ہے، کہ حاضر الوقت نظام پارہ پارہ ہو جائے۔ اور اس کی آتش انتقام خون کے چھینٹوں سے سرد ہو سکے اس ہنگامہ خیزی اور انقلاب آفرینی کے ساتھ ساتھ مزدور کے دل میں ایک امید موجزن ہوتی ہے، کہ سرمایہ داروں کی تباہی سے وہ کارخانوں پر قابض ہو جائے گا۔ اور ملک کی دولت کا بے روک ٹوک مالک بن جائے گا۔ اور اس کی پُر آلام زندگی عیش و نشاط میں بدل جائے گی۔

یہی وہ اسباب ہیں، کہ مزدوروں کی بغاوت نے سنڈیکیت کی صورت اختیار کر لی، جس میں نہ کوئی قیادت و رہنمائی کا اُصول ہے، اور نہ لائحہ عمل میں تعمیر کے اصول کو مدّنظر رکھا جاتا ہے۔ جذبات کی بے عنانی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ اور تحریک کے پیچھے ایک ہی مہیج ہے، اور وہ یہ کہ اقلیم سرمایہ پر دھاوا بول کر سوسائٹی کے نظام کو کالعدم کر دیا جائے۔ ایسی تحریک کی ناکامی و نامرادی اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ مزدوروں کا سرمایہ داروں کے خلاف ایک نعرۂ جنگ پر اکٹھا ہو جانا تو بالکل ممکن ہے، اور یہ بھی قیاس ہو سکتا ہے، کہ وہ اپنی ہجومی یورش سے کارخانوں کو تباہ کر دیں۔ اور اگر یہ شورش وسیع پیمانے پر رونما ہو جائے، تو اس کا بھی امکان ہے، کہ ملک میں انقلاب برپا ہو جائے، اور قانون مفلوج ہو کر رہ جائے۔ مگر اس تمام ہنگامے میں "اثبات" کا پہلو کوئی بھی نہیں۔ کیا شوریدہ سر مزدور تباہ شدہ کارخانوں کو از سرِ نو چلا سکتے ہیں؟ کیا ان میں اتنی صلاحیت کار ہے، کہ دولت آفرینی کے تمام عوامل میں توازن و تعامل پیدا کر دیں۔ تاکہ ملک افلاس و فلاکت کا شکار نہ ہو جائے؟ کیا وہ کاروبار اور تجارت کی باریکیوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور دُوسرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممالک کے ساتھ جو اس طوائف الملوکی سے محفوظ ہیں تاجرانہ تعلقات استوار رکھ سکتے ہیں؟ چونکہ یہ تحریک تہس نہس پر ہی ختم ہو جاتی ہے، اس واسطے اس کا مستقبل نہایت تاریک ہے۔ اس کی کامیابی چھوٹے سے چھوٹے پیمانے پر بھی ناممکنات میں سے ہے۔ سائبیریا کے بھیڑیئے آبادیوں کو تاخت و تاراج تو کر سکتے ہیں، مگر وہ کوئی پُرامن بستی آباد نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری عمرانی تحریکیں کسی نہ کسی ملک میں تھوڑے بہت پیمانے پر کچھ عرصہ کے لئے عمل میں آئیں، مگر سنڈیکیت کو کوئی موقعہ نہیں ملا، جہاں اس نے سر اُٹھایا، وہیں قانون اور کلچر کی متحدہ قوت نے اس کو کچل دیا۔

جب کوئی عمل حد اعتدال سے متجاوز ہو جائے، تو اس کے عواقب بہت ہولناک ہوتے ہیں جس طرح سرمایہ داری کی بے اعتدالیوں نے مختلف احتجاجی اور باغیانہ تحریکیں پیدا کیں، اور سنڈیکیت بھی اُنہیں میں سے ایک ہے، اسی طرح سنڈیکیت کی حد سے بڑھی ہوئی شدت اور امن سوزی نے بھی ایک خطرناک ردِ عمل پیدا کر دیا، اور یہ فسطائیت کی شکل میں منصۂ شہود پر آیا۔ جنگ عظیم کے بعد اٹلی کی حکومت بہت کمزور ہو گئی تھی، اور بالشویک خیالات لوگوں کے دماغوں پر غلبہ پا رہے تھے۔ سوشلسٹ پارٹی کو ملک میں کافی اقتدار نصیب ہو چکا تھا۔ پارلیمنٹ میں بھی اس کا زور تھا۔ مگر سوشلسٹ لیڈروں کی غداری نے مزدوروں کی آتش بغاوت کو اور بھی مشتعل کر دیا تھا۔ موجودہ اطالوی ڈکٹیٹر مسولینی بھی اُن قائدین میں سے ہے، جنہوں نے زمانے کی ہوا کے رُخ کے ساتھ اپنے اصولوں کو بدل لیا۔ اب کیا تھا، ملک میں ہلڑ مچ گیا۔ مزدوروں کی شورش نے سنڈیکیت کی شکل اختیار کر لی۔ اور ہر کارخانے میں ہڑتال کا بازار گرم ہو گیا۔ مزدوروں نے کارخانوں پر کارخانے مسمار کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام بھی ان کی حرکات خفیفہ سے بیزار ہو گئے، حکومت پہلے سے ہی ایسے موقعہ کی تاڑ میں تھی، کہ لوگوں کی پشت پناہی حاصل ہو، اور وہ مزدوروں کی سنڈیکی تحریک کو کچل کر رکھ دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مسولینی نے اقتدار حاصل کر کے قانون کو ہاتھ میں لیکر اس پر ایسی مہریں لگائیں، کہ یہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ اور ایک ایسا نظام حکومت وضع کیا، جس کے ہوتے ہوئے مزدور کبھی بھی معمولی سے معمولی بھی تنظیم نہیں کر سکتے۔ اور یہ نظام فسطائیت (فاشزم یا نازی ازم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا نیشنل سوشلزم) کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس کو عملی جامہ پہنانے والا مسولینی ہے۔ عمرانی مبصرین کا خیال ہے، کہ یہ نظام مزدوروں کی خونچکاں شورش کے نتیجے میں معرضِ وجود میں آیا۔ اور جہاں سنڈیکیت کی وبا نازل ہوگی، وہاں سرمایہ دارانہ حکومت فسطائی چولا پہنکر قانون کی بے پناہ طاقت کو عمل میں لاکر مزدور انجمنوں کو توڑ دے گی، اور ہمیشہ کے لئے ان کو ممنوع قرار دے گی۔ فسطائیت حکومت اور سرمایہ کے "عسکری اتحاد" کا نام ہے۔ اور یہ اُسی وقت بروئے کار آتا ہے، جب مزدور بے قابو ہو کر ملک کے لئے خطرے کا موجب ہو جاتے ہیں۔

گِلڈ سوشلزم:۔ (Guild Socialism) سنڈیکیت فرانس میں پیدا ہوئی، اور اٹلی میں جنگِ عظیم کے بعد اس کو تخریب کا موقعہ نصیب ہوا۔ مگر انگلستان میں اسے کوئی قبولیت نصیب نہ ہوئی۔ انگلستان میں ایسے نوجوانوں کا ایک طبقہ پیدا ہو گیا، جو حالاتِ حاضرہ سے بیزار تھے، اور انقلاب کے خواہاں، مگر انقلاب میں ان کی دلچسپی علمی حد تک محدود تھی۔ ان کی علمی سرگرمیوں سے ایک نظریہ پیدا ہوا، "جو گِلڈ سوشلزم" کہلاتا ہے، اس کو فیبین ازم (Fabianism) جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور سنڈیکیت میں برزخ کی حیثیت حاصل ہے۔ ۱۹۱۲ء میں یہ پیدا ہوا، اور دس سال تک علمی بحث و تمحیص کا موضوع بنا رہا۔ ۱۹۱۵ء میں National Guilds League بنی۔ جس کا کام یہ تھا، کہ اس نظریئے کا مزدوروں میں پرچار کرے۔ اس کے مشہور لیڈر ہابسن (Mr. S. G. Hobson) اور کول (G. D. H. Cole) ہیں۔ اس کے اصول کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ سنڈیکیت کی طرف زیادہ مائل ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ گلڈ سوشلزم (کسبی اشتراکیت) کے حامی صنعت و حرفت میں کامل آزادی چاہتے ہیں۔ یعنی وہ انڈسٹری (صنعت و حرفت) کو سرمایہ کے استیلاء، کارخانہ داروں کے ضبط اور حکومت کے جبر و اختیار سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ ہر پیشہ اور صنعت اپنے اپنے دائرے میں مختار کل ہو۔

(۲) ہر پیشے اور صنعت کے متعلقین کی الگ تنظیم ہونی چاہیئے۔ تاکہ وہ لوگ منظم ہو کر اپنے اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیشے کو احسن طریق سے چلا سکیں، اور اپنے ناظر اور نگران خود منتخب کریں۔ وہ اپنے اوقاتِ کار متعین کریں۔ اسی طرح اُجرت اور قیمت کو بھی یہ لوگ خود مقرر کریں۔ تاکہ اشیاء کی پیدائش اور ان کی خرید و فروخت میں کسی قسم کی روک پیدا نہ ہو۔ اور دولت آفرینی کا عمل ایک خاص ڈگر پر چلتا رہے

۳۔ ان تمام کسبی تنظیموں کو ایک ملک گیر نظام سے وابستہ کر دیا جائے، تاکہ اس کی بدولت ان سب میں ہم آہنگی رہے۔ اور تجارتی اور صنعتی پالیسی کا صدور اس قومی مجلس کی طرف سے ہو۔ یہ معاشی منصوبہ بندی کی صورت ہے۔ اگر ایک اعلےٰ قومی مجلس نہ ہو، تو مختلف پیشوں میں توازن مٹ جائے گا۔ اور بجائے تعامل کے تصادم کا رنگ آجائے گا۔ اور قیمتوں کے تقرر کا مسئلہ بھی لاینحل ہو کر رہ جائے گا۔

۴۔ چونکہ معاشی منصوبہ بندی (Economic Planning) زندگی کے گوناگوں پہلوؤں پر محیط نہیں ہوسکتی۔ اور چونکہ دولت کی پیدائش اور افزائش ایسی ہی اہم ہے، جیسے اس کا بذل و صرف۔ اس واسطے ایک ایسی مجلس جو اقتصادیات کے ایک پہلو سے ہی متعلق ہو۔ یعنی وہ دولت آفرینی کی نگران ہو، وہ مختار مطلق ہو کر ملک میں بدامنی پیدا کر دیگی۔ اس واسطے ضروری ہے کہ ایک اور متوازی سیاسی مجلس ہو، جو غیر اقتصادی مسائل پر غور کرے، اور ان کا حل سوچے۔ بیرونی پالیسی کی محافظ ہو۔ وہ اُن عوام کی نگہبان ہو، جو Consumers کہلاتے ہیں، یعنی خود دولت پیدا نہیں کرتے، بلکہ کارخانوں اور منڈیوں سے خرید کرتے ہیں۔ یہ سیاسی مجلس اس بات کی مجاز ہو، کہ کسبی تنظیموں (Producers guilds) کو حدِ اعتدال سے متجاوز نہ ہونے دے۔

اس تحریک کی یہ چوتھی شق دوعملی کا رنگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور یہی چیز اس کو سنڈیکیت سے متمائز کرتی ہے۔ کیونکہ سنڈیکیت میں سیاست کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ اور ہر قسم کی تنظیم کا زاویۂ نگاہ معاشی اور اقتصادی ہوتا ہے۔ اور کسی وقت بھی سیاست دخیلِ کار نہیں ہوسکتی۔ اس دوعملی سے نقصان کا بہت ڈر ہے۔ اگر ان دونوں تنظیموں میں ٹکراؤ ہو جائے، تو کارخانوں میں طوفانِ بے تمیزی پیدا ہو جائے گا۔ مزدور سرکش اور باغی ہو کر امن کو برباد کر دینگے۔ چونکہ کارخانوں پر ایک قسم کا سیاسی احتساب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگا اس واسطے ان میں ایک قسم کی بددلی پیدا ہوجائیگی، اور اختراع اور ایجادات کا دروازہ بند ہوجائیگا۔ اور کچھ عرصے کے بعد انڈسٹری پر تعطّل اور جمود طاری ہوجائیگا۔ دولت کی پیداوار کم ہوجائیگی، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا، کہ قیمتیں چڑھ جائینگی، اور پبلک کو تکلیف کا سامنا ہوگا۔ اس کے علاوہ اس دو عملی میں ایک بہت بڑی قباحت یہ ہے کہ Producers Guilds کارخانوں پر مسلّط ہونگے۔ اس طرح وہ تمام ضروریاتِ زندگی اور دیگر وسائلِ حیات پر بھی قابض ہونگے۔ اس معاشی اقتدار کو معقول حدود میں مقید رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اور Consumers' councils بھی اسکے سامنے عاجز ہونگی۔ چونکہ ان دونوں میں رقابت ہوگی، اور دونوں ایک دوسرے کو مغلوب رکھنے کی فکر میں ہونگی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا، کہ ان کی باہمی پیکار خانہ جنگی کی صورت اختیار کرلیگی۔ اور ملک میں ہنگامہ برپا ہوجائیگا۔ اگر یہ صورتِ حال نہ بھی پیدا ہو تب بھی آپس کی کشمکش اور حریفانہ سرگرمیاں ضرور اپنا رنگ لائینگی اور ملک کی دولت کم ہونی شروع ہوجائیگی اور انجام کار ملک کا دیوالہ پٹ جائیگا۔ ۱۹۲۰ء میں انگلستان میں Builders guild قائم ہوا۔ تعمیرات کیلئے وسیع میدان تھا، اور لوگ بھی مخالف نہ تھے۔ تاہم دو سال بھی نہ گذرنے پائے تھے، کہ سارا کھیل ختم ہوگیا اور ملک کا کثیر سرمایہ اس اقتصادی تجربے کی نذر ہوگیا۔

اس وقت تک ہم تمام قابلِ ذکر عمرانی تحریکات کے اصول اور طریق کار اور ان کے اچھے اور بُرے پہلو کا جائزہ لے چکے ہیں۔ ہم یہ بتا چکے ہیں، کہ یہ کیوں پیدا ہوئیں۔ اب اس کا اعادہ کرنا عبث ہے کہ یہ تمام تحریکیں ناکام رہیں۔ انہوں نے عوام میں ایک ہیجان پیدا کیا۔ ان میں سے بعض کو عملی صورت میں آنیکا موقعہ بھی ملا۔ اور بعض ناقابلِ عمل ہونیکی وجہ سے ابتداء ہی میں مردود ہوکر رہ گئیں۔ لیکن جن کا تجربہ کیا گیا وہ بھی ناقص ثابت ہوئیں۔ اور معاشی حالات میں کوئی خوشگوار تبدیلی نہ پیدا کرسکیں۔ آج بھی اگر کوئی بالغ نظر مبصّر عمرانی حالات کا جائزہ لے، تو اس کو وہی عوارض نظر آئیں گے، جو ان تحریکات کے ظہور سے پہلے تھے۔ عملِ استحصال بدستور ہے، سوسائٹی اسی غیر منصفانہ تفریق میں مبتلا ہے۔ "احترامِ آدمیت" کہیں نظر نہیں آتا۔ ثروت و تموّل ہی میں عزت اور وقار سمجھا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تحریکیں آندھی کی طرح آئیں اور بگولے کی طرح گذر گئیں۔ ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

البانیہ کے مسلمان

{مولوی محمد الدین صاحب فاضل مجاہد تحریک جدید کئی سال تک البانیہ، یوگوسلاویہ اور مصر وغیرہ ممالک میں تبلیغی فرائض سر انجام دیکر چند ماہ ہوئے واپس آئے ہیں۔ البانیہ کے مسلمانوں کے حالات پر آپ کا یہ مضمون دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ اٹلی کے البانیہ پر حملہ سے کچھ ہی عرصہ قبل آپ وہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ اس لئے طبعًا اس مضمون میں اٹلی کے قبضہ سے ماقبل کے زمانہ کے حالات مدنظر ہیں۔ (ایڈیٹر)}

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حکم سے خاکسار ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء کو قادیان دارالامان سے برائے البانیہ روانہ ہوا، اور قریبًا دو ماہ کے لمبے سفر کے بعد وہاں پہونچا۔ چونکہ میرے پروگرام میں کئی ایک دوسرے ملکوں میں ٹھہرنا بھی شامل تھا، اس لئے اتنا عرصہ منزلِ مقصود تک پہونچنے کیلئے صرف ہوا، ورنہ اصلی راستہ اگر باقاعدگی سے جہاز ملتے رہیں، تو صرف دس بارہ دن کا ہے۔ البانیہ میں پہونچنے کے لئے خشکی کا راستہ صرف ایک ہے، اور وہ بہت لمبا ہے۔ یہ ریاست بحر اڈریاٹک کے ساتھ ساتھ واقع ہے، اس کے ایک طرف اٹلی ہے، اور دوسری طرف یوگوسلاویہ اور یونان کے ملک ہیں۔ یوگوسلاویہ اور یونان سے خشکی کا راستہ ہے۔ اور اٹلی اور دیگر ممالک سے سمندر میں سے کم سے کم ایک دن رات کا راستہ ہے۔

اس ملک کی سطح پہاڑی ہونے کے سبب کافی سرد ہے۔ سردیوں میں برف باری ہوتی ہے۔ گرمیوں میں بارش کافی ہوجاتی ہے۔ اس سے اچھا گھاس وغیرہ ہوجاتا ہے، جس پر البانین لوگ اپنے بڑے بڑے بھیڑ بکریوں کے گلّے پالتے ہیں۔ زمین پہاڑی ہونے کی وجہ سے زیادہ قابلِ کاشت نہیں ہے۔ مکئی اور گیہوں کی کاشت ہوتی ہے۔ زیتون کے درختوں کے بڑے بڑے باغ ہوتے ہیں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو پہاڑوں کی ڈھلوان میں اُگتے ہیں۔ تمباکو، انگور، انجیر، اُون، کھال وغیرہ اس ملک کی پیداوار ہے۔

اس ملک کی آبادی دس لاکھ سے کچھ کم ہے، اس کا کچھ علاقہ جس کی آبادی کئی لاکھ ہے یوگوسلاویہ نے دبایا ہوا تھا، اس علاقے کو کوسوا کہتے ہیں۔ چند ایک شہر یونان اور اٹلی نے بھی دبا رکھے تھے۔

اگر ان تمام علاقوں کو ایک جگہ کر دیا جائے، تو سارے ملک کی آبادی ۲۵ لاکھ تک پہونچ جاتی ہے۔ اب سارے ملک پر اٹلی کا قبضہ ہے۔

البانیہ کی زبان بالکل علیحدہ ہے، جس کو یہ لوگ (Shkip) "شکپ" کہتے ہیں۔ رسم الخط لاطینی ہے۔ تمام کتب و جرائد لاطینی رسم الخط میں ہی طبع ہوتے ہیں۔ زبان قدرے کرخت اور مشکل ہے۔ دیگر زبانیں مثلاً جرمن، فرانسیسی اور اطالوی جاننے والے کافی تعداد میں ہیں۔ بعض لوگ انگریزی بھی جانتے ہیں۔

باشندوں کا مذہب اسلام ہے۔ قریباً تمام آبادی حنفی مسلمانوں کی ہے، جو اپنے مذہب میں نہایت پختہ ہیں۔ آگے ان کے طریقت کے لحاظ سے کئی فرقے ہو جاتے ہیں، جیسے درویش، قادری، رفاعی، بکتاشی، تیجانی، ملامی وغیرہ۔ یہ سب عام طور پر صوفیا کے کلام سے بہت حظ اٹھاتے ہیں، جو کہ اشارات اُستعارات سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ علماء کا طبقہ بھی ہے۔ مگر یہ چونکہ زیادہ تر ظاہر پرست ہے، اس لئے طریقت والے ان کو جاہل کہتے ہیں۔ بادشاہ کا نام "احمد زگ" ہے۔ عام لوگ "احمد زوغو" سے پکارتے ہیں۔ "زگ" البانین زبان میں کبوتر کے بچے کو کہتے ہیں۔ اٹلی کے قبضہ کی وجہ سے اب اسلامی بادشاہت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

عیسائی (کیتھلک اور پروٹسٹنٹ) بھی چار ہزار کے قریب ہیں۔ اٹلی کے اثر اور قرب کی وجہ سے کیتھلک زیادہ ہیں۔ یہاں پر ان کا تبلیغی مشن بھی ہے۔ امریکن مشن بھی کام کرتا ہے۔ عیسائی مشنری اخباروں اور ماہواری رسالوں سے تبلیغ کرتے ہیں۔

ملک میں سونا کافی ہے۔ پٹرول کا بھی بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ دیگر ممالک کے بنک جو وہاں پر دیر سے قائم ہیں، ملک کا سونا باہر کھینچتے رہتے ہیں۔ اور اپنے ملکوں کو بھیجتے رہتے ہیں۔ اس لئے اکثر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ غریب اور فقیر ہیں۔ لیکن جو امیر ہیں، وہ بہت امیر ہیں، کافی دولت رکھتے ہیں، مگر ان کو غریبوں کی پرواہ نہیں۔

ملک کا عام لباس مسلمان ہونے کی وجہ سے یورپ کی طرح کوٹ پتلون نہیں ہے، بلکہ سیاہ زین یا کسی اور موٹے کپڑے کی سلوار اور اون کی صدری وقمیص ہے۔ سر پر اون کی ٹرکش نما ٹوپی جو وہ خود ہی بناتے ہیں پہنتے ہیں۔ سلوار کے دونوں طرف پتلون کی طرح جیبیں بھی لگائی جاتی ہیں۔ ہاں نئے تعلیمیافتہ یا حکام اور مالدار لوگ یورپین لباس میں بھی ملبوس نظر آتے ہیں، اور ہیٹ پہنتے ہیں۔ اب یہ لوگ عیسائیوں کے تمدن سے قدرے متاثر ہو رہے ہیں، اور آہستہ آہستہ اپنا ملکی لباس چھوڑ رہے ہیں۔ دیہاتی لوگ سلوار کی جگہ کمبل جیسے موٹے کپڑے کا تنگ پاجامہ پہنتے ہیں، جو سردی کیلئے کافی مفید ثابت ہوتا ہے۔

اکثر لوگ مکئی کی روٹی دہی کے ساتھ کھاتے ہیں۔ امراء گیہوں کی روٹی استعمال کرتے ہیں، جو قریبًا ایک انچ موٹی ہوتی ہے۔ یہ بھٹی میں رکھکر ڈبل روٹی کی طرح تیار کی جاتی ہے۔ تمباکو بہت استعمال ہوتا ہے، حتٰی کہ علماء کا طبقہ بھی سگریٹ کا عادی ہے۔ نسوار اور تمباکو کھاتے بھی ہیں۔ شراب بھی کافی استعمال کیجاتی ہے جو انکے ملک میں ہی بنتی ہے۔ اس کو وہ "عراقی" کہتے ہیں۔

البانیہ کا دار الخلافہ ٹیرانہ (Tirana) ہے اور دورازو (Dorazzo) بندرگاہ ہے، اور البسان اور وسکوتری اسکے بڑے شہر ہیں۔ والونا چھوٹی سی بندرگاہ ہے، جہاں پٹرول کے کنویں ہیں۔ البانیہ کا اپنا کوئی جہاز نہیں ہے۔ اس لئے بندرگاہیں بالکل خالی پڑی رہتی ہیں۔ ہر دوسرے تیسرے دن اٹلی یا یوگوسلاویہ اور یونان کے جہاز سامان لاتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی فرانسیسی اور انگریزی جہاز بھی دیکھنے میں آتے تھے۔ ملک میں گاڑی نہیں ہے کیونکہ پہاڑی علاقہ ہے، جس میں ریلوے لائن کیلئے بہت خرچ کی ضرورت ہے۔ سفر موٹر کار یا لاری کے ذریعہ ہوتا ہے۔ شہروں میں بہت گند ہے۔ پختہ سڑکیں نہیں ہیں۔ صرف ٹیرانہ میں اب دو سڑکیں بنی ہیں۔ سوائے چند ایک حکومت کی عمارتوں کے باقی تمام لوگ معمولی جھونپڑیوں میں رہائش رکھتے ہیں۔

علم کے لحاظ سے البانین لوگ بہت ہی پیچھے ہیں۔ ملک کی بہت زیادہ اکثریت ان پڑھوں کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹیرانہ میں ایک عربی مدرسہ اور دو سکول ہیں۔ جن میں غیر ممالک کی زبانیں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ ایک لڑکیوں کا سکول بھی ہے جس میں یورپین طریق سے تعلیم دی جاتی ہے۔ عورتیں پردہ کی بہت سخت پابند ہیں۔ ہندوستان کی طرح برقع استعمال کیا جاتا ہے۔

البانین لوگ بہت خلیق اور ملنسار ہیں۔ علماء کی بہت قدر کی جاتی ہے، بالخصوص عربوں کی، کیونکہ وہ اپنے آپ کو عرب ہی کہتے ہیں۔ کافی مہمان نواز ہیں۔ لیکن اب یورپ کے اثر کی وجہ سے یہ رَو کم ہوتی جارہی ہے۔ طرزِ گفتگو و رہائش افغانوں سے ملتی ہے۔ ان کی مجالس میں خواہ بڑا جائے خواہ چھوٹا، خواہ جاہل، خواہ عالم، خواہ غریب خواہ امیر، جب وہ مجلس میں داخل ہوگا، یکدفعہ تمام کے تمام کھڑے ہوجائیں گے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے، تو اسکو بہت بُرا کہتے ہیں۔ بیاہ شادی کی رسوم پر بہت خرچ کرتے ہیں۔

البانین لوگوں کا پیشہ زیادہ تر تجارت ہے۔ کاشت بھی کرتے ہیں۔ مشینری وغیرہ کے کارخانے ابھی یہاں قائم نہیں ہوئے۔ اب بعض افراد باہر جاکر صنعت سیکھ کر آئے ہیں اور اپنے ملک میں آکر کام شروع کر رہے ہیں۔ اس سے تھوڑی بہت صنعت و حرفت کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ تاجر باہر بڑی بڑی نمائشوں میں سامان لیکر جاتے ہیں، اور خوب نفع کماتے ہیں۔

"احمد زگُو کے زمانہ میں پبلک بہت شاکی تھی، کہ ملک و مذہب کی ترقی کیلئے کچھ نہیں کرتا۔ اپنے اور اپنے خاندان کی خدمت میں لگا رہتا ہے۔ بادشاہ کی چھ ہمشیرگان اور دیگر خاندان کا مالی بوجھ ملک کو دن بدن نیچے کی طرف لے جارہا تھا، اور ترقی رُک گئی تھی۔ تمام ملک سخت نالاں تھا۔ اور اسکی ایسی کئی ایک اور کمزوریوں کی وجہ سے البانین لوگ اس سے بہت بدظن ہوچکے تھے۔ اسی لئے جب اٹلی نے حملہ کیا، تو انہوں نے کوئی مؤثر مدد نہ کی، بلکہ کہنا چاہیئے، کہ انہوں نے خود ہی اپنا ملک انکے حوالے کردیا۔ ورنہ قبل ازیں دو مرتبہ اٹلی نے البانیہ کو فتح کرنا چاہا تھا، اور دونوں دفعہ مُنہ کی کھائی تھی۔

اس ملک میں مجھے تین ماہ قیام کرنے کا موقعہ ملا۔ اس عرصہ میں مَیں نے احمدیت کا پیغام پہونچایا۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام یہاں پہلے ہی اخباروں، رسالوں اور کتب کے ذریعہ پہونچ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چکا تھا۔ لیکن لوگ پوری حقیقت سے اچھی طرح آگاہ نہ تھے۔ جن لوگوں کو حضرت اقدس کی کتب کے مطالعہ کا موقعہ ملا ہے، وہ خوب سمجھدار ہیں۔ اور عیسائی پادریوں کا بھی مقابلہ کرتے ہیں۔ البانیہ میں جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والا ایک خاندان ہے۔ اس خاندان کا والد تو زمیندار ہے۔ مگر لڑکے پڑھے لکھے اور تعلیمیافتہ ہیں۔ "احمد زگ" کی حکومت میں سب سے بڑا لڑکا جعفر صادق کپتان پولیس تھا۔ اس سے چھوٹا عثمان فوج میں لفٹیننٹ تھا۔ مجھے چونکہ تین ماہ کے بعد مجبوراً ملک چھوڑنا پڑا۔ اس لئے اس خاندان کے سوا اور کوئی احمدی نہ ہوا۔ مگر اخلاص رکھنے والے یا زبانی تصدیق کرنیوالے اور احمدیہ جماعت کے مدّاح بہت کافی پیدا ہو گئے تھے ؎

وصیّتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں، کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دے ؎

نمبر ۵۸۶۵:۔ منکہ سلطان احمد ولد محمد یعقوب صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت موٹر فٹر عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن سنّور ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸ ۲/۱۳۲۰ حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں۔ چونکہ میرے والد صاحب خدا کے فضل وکرم سے زندہ ہیں۔ اس لئے میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں۔ ہاں چونکہ میں ملازم ہوں اور مجھے ۵۵ روپے تنخواہ ملتی ہے۔ اسلئے میں ۱/۱۰ حصہ اپنی آمدنی کا ادا کرتا رہونگا۔ اس کے علاوہ اور بھی جو میری جائیداد ہو گی اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیّت کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میرے مرنیکے بعد بھی جو جائیداد ثابت ہو گی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی ؎

العبد:۔ سلطان احمد۔ گواہ شد:۔ مرزا عبد اللطیف قادیان۔ گواہ شد:۔ مرزا مہتاب بیگ ولد مرزا محمد علی صاحب

نمبر ۵۸۵۱:۔ منکہ لطیف احمد طاہر ولد میاں عمر الدین صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۱۲ سال پیدائشی احمدی ساکن سیالکوٹ حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر آج بتاریخ ۲۲/۱۳۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں۔ اسوقت میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے، جو کہ مبلغ پچاس روپے ہے۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں ہیں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کرسکوں تو جسقدر رقم اسکے حصہ کی میں داخل خزانہ کرکے رسید حاصل کرلونگا وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ العبد:۔ لطیف احمد طاہر برادر خلیل احمد ناصر بی۔ اے مجاہد تحریک جدید۔ گواہ شد: حکیم محمد صدیق پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ شاہدرہ۔ گواہ شد۔ خلیل احمد ناصر واقف زندگی؛

نمبر ۵۸۸۷:۔ منکہ حکیم سید احمد ولد حکیم محمد عسلی قوم راجپوت منہاس عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۰۲ء ساکن ہیلاں حال قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۴/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت صرف ایک زیور ڈنڈیاں طلائی ۱۰ تولہ قیمتی مالیتی ۱۲۰ روپیہ ہے اسکے سوا میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات کے وقت اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری کوئی آمد نہیں ہے؛ العبد:۔ سید احمد۔ گواہ شد: عبدالمالک جلد ساز۔ گواہ شد: غلام حسین لائبریرین

مسلمانوں کا نصب العین

حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی حقیقی معنوں میں مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ دور اور باہر کے لوگ اس محنت اور شغف کا اندازہ نہیں کرسکتے۔ جو وہ تبلیغی سلسلہ میں رکھتے ہیں۔ اور آئے دن کوئی نہ کوئی ٹریکٹ اس مقصد کیلئے شائع کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ان کی تربیت فرماتا ہے اور ایسے ایسے طریق اشاعت و تبلیغ کے ان کے ذہن میں پیدا کرتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ان دنوں انہوں نے مندرجہ بالا نام کا ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے ان کا طرز بیان اور اسلوب اچھوتا اور موثر ہے مضمون کو اس عمدگی سے تقسیم کیا ہے کہ پڑھنے والا اسے ختم کرنیکے بغیر چھوڑ نہیں سکتا۔ اور بالآخر انہوں نے "تبلیغ ایک جہاد ہے" کے عنوان سے جماعت کو بیدار کیا ہے میں کسی اور کا نہیں اپنا ذکر کرتا ہوں کہ اسے پڑھکر میں دیر تک اپنی حالت پر نادم رہا۔ اور اسوقت بھی اسے محسوس کرتا ہوں کہ یہ ٹریکٹ اس قابل ہے کہ ہر احمدی بھائی اسے دو تین مرتبہ پڑھے۔ ابھی وقت تک انہوں نے متعدد کتابیں شائع کی ہیں اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ترجمہ تو متعدد زبانوں میں شائع کیا ہے۔ اگر ہمارے سلسلہ کی انجمنیں باقاعدہ اس لٹریچر کی اشاعت میں حصہ لیں تو یہ ایک تبلیغی جہاد کی شرکت ہے۔ رسالہ "مسلمانوں کا نصب العین" حضرت سیٹھ صاحب کی خدمت میں ایک کارڈ بھیجنے پر مفت ارسال ہوگا۔ جو دوست مختلف ملکی و غیر ملکی زبانوں میں اس کا ترجمہ شایع کرنا چاہیں وہ بھی حضرت سیٹھ صاحب سے خط و کتابت کریں۔ لٹریچر کیلئے جو احباب یا جماعتیں خط و کتابت کریں اس کیلئے اتنا پتہ کافی ہے۔ سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین بلڈنگ سکندرآباد۔ دکن۔ (خاکسار عرفانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کئی احباب اور دوستوں نے ہمارے سابقہ اشتہار پر یہ دریافت کیا ہے، کہ تم نے اپنے اشتہار میں طبّیہ عجائب گھر کا نام نہیں لکھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ یہ اشتہار طبّیہ عجائب گھر کا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ اشتہار سب ایسی دوائیوں کا ہے، جو طبّیہ عجائب گھر کی ہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ بس اسی طرح سب نے معلوم معلوم کرلیا ہوگا کہ یہ طبّیہ عجائب گھر کا اشتہار ہے اسلئے وضاحت کی ضرورت نہ تھی ہمارے کرم فرما خود بخود معلوم کرلیتے ہیں کہ یہ اشتہار ہمارا ہے ؎

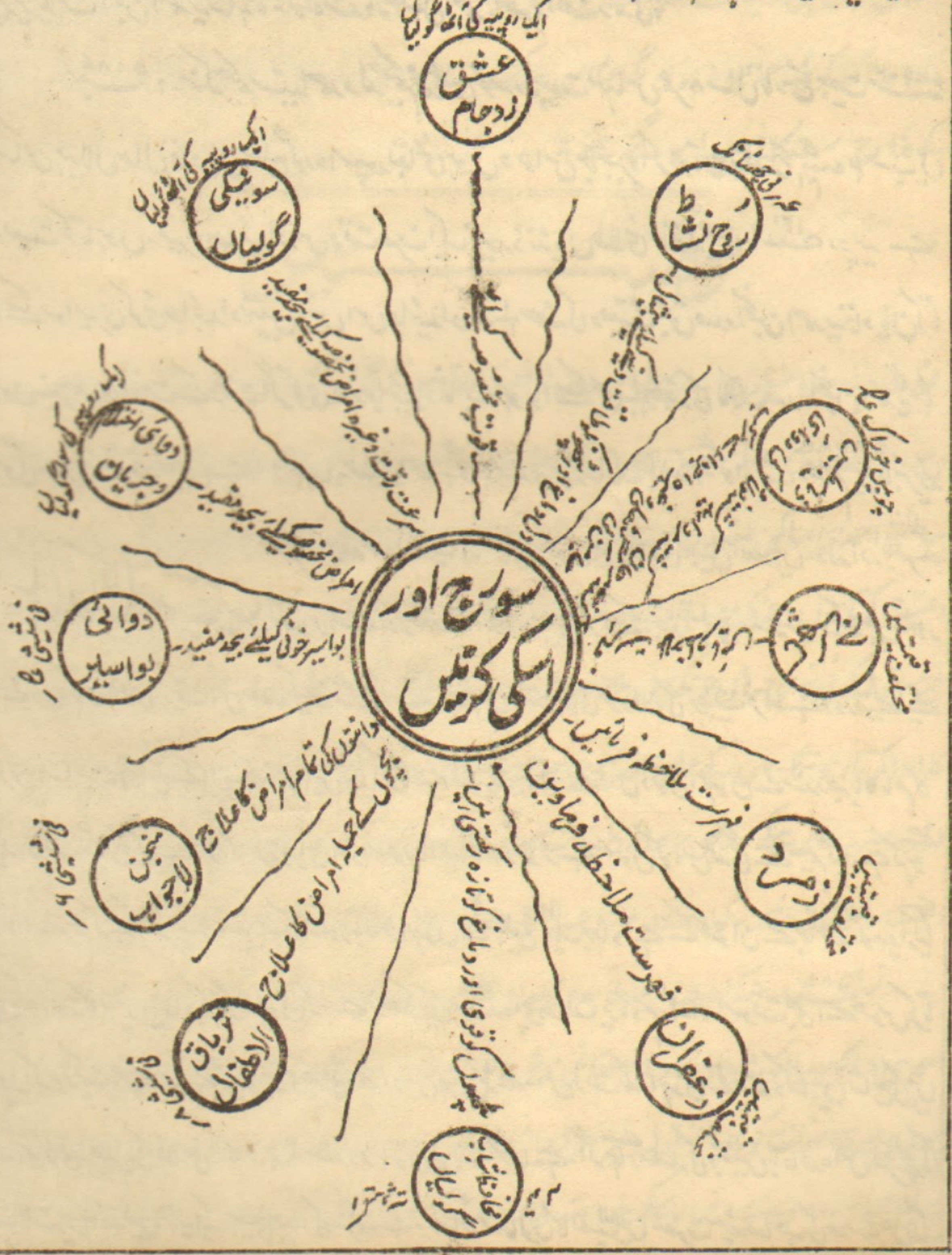

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سر محمد ظفر اللہ خان صاحب

دواخانہ نور الدینؓ میں

۱۹ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رکن حکومت ہند دواخانہ نور الدینؓ میں تشریف لائے۔ ایک گھنٹہ کے قریب آپ دواخانہ میں تشریف فرما رہے۔ آپ کے ہمراہ جناب چودھری بشیر احمد صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی کنٹرولر آف سپلائز پنجاب بھی تھے۔ آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے "دواخانہ نور الدینؓ" کے متعلق مندرجہ ذیل ریمارکس تحریر فرمائے:۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ میرے باپ کے محسن تھے، پھر میرے محسن تھے مولوی عبد الوہاب صاحب عمر میرے محسن زادے ہیں۔ مجھے یہ سنکر بہت خوشی ہوئی، کہ انہوں نے طب کی تعلیم حاصل کی ہے۔ اور ایک حد تک اس فن میں دسترس بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اور اپنے یگانہ اور یکتا باپ کے چھوڑے ہوئے خزانوں کو بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے استعمال کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں اور اس نیت سے ایک دواخانہ بھی قائم کیا ہے۔ چنانچہ آج میں انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دواخانہ دیکھا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا بیاض دیکھا۔ اور اس محبوب دستخط کو دیکھکر دل کی عجیب کیفیت ہوئی جب میں انگلستان میں طالب علم تھا، تو اس دستخط میں مجھے نوازا کرتے تھے۔ کبھی ارشد وارجمند باشی سے خطاب فرماتے۔ کبھی ظفر اللہ باشی سے کبھی پیارے پر ہی اکتفا کرتے۔ میں کہاں سے کہاں چلا گیا۔ مولوی عبد الوہاب صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور انہیں اپنے مقدس باپ کا ایک قول یاد کراتا ہوں۔ جو وہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ "میاں اونٹ چالیس اور بوتا پینتالیس" اب ہماری خوشی تو جبھی پوری ہو۔ جب مولوی عبد الوہاب صاحب اس قول پر عمل کرنے میں ثابت ہو جائیں:۔ آمین۔

خاکسار ظفر اللہ خان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسید مژدہ کہ ایّام نوبہار آمد

(حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے قلم سے)

حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جماعت میں سب سے بڑے رُوحانی طبیب تھے اسی طرح ساری عمر آپکی جسمانی بیماریوں کو چنگا کرنے کی فکر میں گذری۔ طبّی دُنیا میں جو شہرت آپکو حاصل تھی وہ کسی سے مخفی نہیں۔ راجا سے لیکر پرجا تک سب پر آپکا فیض جاری تھا۔ ایک طرف اگر جمّوں و کشمیر کا عظیم الشان مہاراجہ سالہا سال تک آپ کے زیر علاج رہا تو دوسری طرف آپ کیلئے یہ امر باعثِ فخر تھا کہ عالمِ رُوحانیت کا عظیم الشان بادشاہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بھی جب سے آپ قادیان میں ہجرت کر کے آئے وصال تک معالج رہے۔ حضرت حکیم الامت یونانی ویدک اور انگریزی تینوں طریقوں سے علاج کرتے تھے آپ نے اپنی ساری عمر کے تیر بہدف مجربات اپنی قلم سے ایک بیاض میں قلمبند کئے جس میں ہر مرض کے بینظیر سے بینظیر نسخے درج ہیں۔ یہ بیاض آپ کے صاحبزادوں کے پاس ہے۔ حضرت مولوی صاحب کی وفات ۱۹۱۴ء میں ہوئی اسی وقت سے آجتک گو آپ کے بعض شاگردوں نے بعض نسخے بنا کر پبلک کو دیئے مگر یہ **گنجینہ** پوری طرح دنیا پر بند رہا۔ آپ کی وفات کے ۲۷ سال بعد خدا تعالیٰ نے آپکے صاحبزادوں کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ اپنے حاذق الملک باپ کے مخفی مجربات کو اپنی نگرانی میں دیانت امانت۔ سچائی اور توجّہ سے خالص اور صحیح اجزا سے تیار کر کے دُنیا کے فائدہ کے لئے پبلک میں لائیں اور ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق بنیں۔ اُنکی طرف سے اخبار الفضل کی ایک قریب کی اشاعت میں اس امر کا اعلان ہو چکا ہے۔ مَیں علیٰ وجہ البصیرت اس امر کے اعلان کی جرأت کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے صاحبزادگان پوری توجہ اخلاص اور

ہمدردی کے ساتھ بینظیر باپ کے بے نظیر نسخوں کو

اپنی نگرانی میں بنوا رہے ہیں۔ اس لئے تمام دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ اعلان کردہ ادویہ یا جو بھی نسخہ بنوانا چاہیں۔ وہ آرڈر دے کر بنوا سکتے ہیں۔

بالآخر دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حکیم الامت کے فیض کو تا ابد جاری فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دواخانہ نورالدینؓ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادقؓ صاحب کیا فرماتے ہیں؟

میری مدت سے یہ خواہش رہی کہ حضرت استاذی المعظم خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جو ایک عرصہ تک مہاراجگان کے شاہی طبیب رہے۔ اور جن کے دستِ شفاء کی شہرت دُور دُور تک تھی۔ ان کے طبّی تجربات سے دُنیا کو بہرہ ور کرتے رہنے کے واسطے ان کے صاحبزادوں میں سے کم از کم ایک پیشہ طبابت اختیار کرتا۔ صاحبزادہ مولوی عبد المنان صاحب جب علیگڈھ جانے لگے تو ان سے مَیں نے یہی خواہش ظاہر کی کہ وہ علیگڈھ میں طبّیہ کالج میں پڑھیں۔ مگر ان کی بعض مصالح انہیں لٹریچر کی طرف لے گئیں۔ اب خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ صاحبزادگان حضرتِ مرحوم نے اپنی یونیورسٹی کی درسگاہوں سے فراغت حاصل کر کے طب کی طرف توجّہ کی ہے۔ اور بالخصوص مولوی عبد الوہاب صاحب باقاعدہ مطب کرتے ہیں اور مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ اور مجھے کئی احمدی برادران نے بتلایا ہے کہ ہمیں صاحبزادہ صاحب موصوف کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا کی ہے۔ مجھے مطب دیکھنے کا موقعہ ہُوا ہے۔ اور بعض ادویہ کو خود بھی استعمال کیا ہے۔ تمام امراض کے نسخے تو حضرت مولانا صاحب کے لکھے ہوئے ان کے پاس محفوظ ہیں۔ مگر ان نسخوں کے مطابق محنت سے عمدہ اور اچھی حالت میں ادویہ کا مہیّا کرنا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ جس کو صاحبزادگان بہت عمدگی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ پھر ان ادویہ کو مرکب کرنے اور خوشنما گولیوں اور معجونوں کی شکل میں تیار کرنے اور خوشنما بوتلوں میں پیک کرنے اور خوشخط لیبل لگانے کے معاملہ میں ایسی دقیقہ رسی سے کام لیا ہے، کہ ولایت سے آئی ہوئی شیشیوں سے بھی خوشنما اور دیدہ زیب پیکنگ دیکھکر دل خوش ہو جاتا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ کریم صاحبزادگان کے اس کام میں برکت دے اور اُنکی توجہ سے جسمانی اور رُوحانی بیماریوں سے شفا ہو۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں کے سرانجام دینے کی بہت بہت توفیق رفیق رہے۔

(مفتی) محمد صادق عفا عنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صندلین

انیمیا یا کمی خون کا بہترین علاج

خون جسم کی پرورش کرنے والے مادوں اور آکسیجن کو جسم کی مختلف ساختوں تک پہنچاتا اور جسم کے فضلات کو مختلف اعضاء کے ذریعہ جسم سے خارج کرتا ہے اور اس میں خون کے سُرخ ذرّے کام آتے ہیں۔ اگر یہ ذرّے کم ہوں تو جسمانی ساختوں اور اعضاء کی قوتِ حیات پر اس کا براہِ راست اثر پڑتا ہے۔ صندلین میں وہ تمام اجزاء بکثرت موجود ہیں جس پر خون کی سُرخی کا مدار ہے۔ اور اس طرح صندلین آپکے خون کو بڑھانے اور صحت کو برقرار رکھنے کیلئے بہترین دوا ہے۔ کمی خون خواہ کثرت حیض اور بواسیر سے ہو یا عرصہ تک کی بیماری مثلاً ملیریا وغیرہ میں مبتلا رہنے سے۔ ان تمام حالات میں صرف صندلین کا استعمال ہی آپکے لئے مفید ہے۔

صندلین چہرے کے رنگ کو نکھارنے اور صاف کرنے کیلئے بھی اکسیر ہے۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ۱۲/) پچاس قرص ایک روپیہ (عہ/)

سرٹیفکیٹ

ایک حاملہ مریضہ عام ضعف کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھی۔ ایسے حالات میں عام طور پر مقویات نہیں دی جاتیں۔ اس لئے بڑے سوچ بچار کے بعد مَیں نے اُسے صندلین کا استعمال کرایا۔ جس سے حیرت انگیز فوائد علم میں آئے۔ مریضہ چند ایام میں ہی جملہ عوارض سے نجات پا گئی۔ اور خوب توانا ہو گئی۔ بچہ بھی نہایت صحیح سلامت پیدا ہوا۔ یہ دوائی تصفیہ خون اور تولید خون کے لئے بھی بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اور اٹھرا کیلئے بھی بہت اچھی چیز ہے۔

محمود احمد قریشی

سپرنٹنڈنٹ جرائم پیشہ اقوام ۲ ۵/۴۱

[illegible] لکھنؤ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراضِ خاص

خاص امراض کی تشریح وتفصیل مشکل ہے۔ ان امراض کی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ بہت سے مریض ان کو لاعلاج سمجھکر مایوس ہوجاتے ہیں۔ جو احباب ان میں سے کسی مرض کا شکار ہوں یا ان کے علم میں کوئی دوست اس مرض میں گرفتار ہوں۔ تو وہ اپنے مفصل حالات ہمیں لکھیں۔

حضرت حکیم الامت کی خاص قلمی بیاض کے مطابق ادویہ تیار کر کے مناسب قیمت پر ان کی خدمت میں بھیجی جائیں گی۔ غیر معتبر اشتہاری ادویہ خرید کر اپنی صحت اور روپیہ کو برباد نہ کریں۔ بلکہ آج ہی سے "دواخانہ نورالدینؓ" کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ کا استعمال شروع کر دیں۔

قرصِ خاص

جریان کے مرض کی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ اکثر مریض آخر اسے لاعلاج مرض سمجھکر اپنی زندگی سے مایوس ہوجاتے ہیں۔ جو اصحاب اس مرض کا شکار ہوں، یا ان کے علم میں کوئی دوست اس مرض میں مبتلاء ہوں، انہیں ہمارے دواخانہ کی خاص مجرب دوا **قرص خاص** ایک مرتبہ ضرور استعمال کرنی چاہیئے۔ یہ دوا ہر قسم کے جریان میں لاجواب ثابت ہوئی ہے۔ اس کے استعمال سے پرانے سے پرانا جریان۔ رقت، سرعت، ذکاوت حس، اور کثرت احتلام کی شکایت دور ہوجاتی ہے۔

غیر معتبر اشتہاری دوائیں خرید کر اپنی صحت اور روپیہ کو برباد نہ کریں۔ بلکہ آج ہی سے "دواخانہ نورالدینؓ" کی تیار کردہ تیر بہدف دوا **قرصِ خاص** کا استعمال شروع کر دیں۔

قیمت پچاس قرص دو روپیہ - /- /۲

دوست دوائی منگواتے وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرص خاص کے متعلق تازہ ترین

سرٹیفکیٹ

خاکسار نے قرصِ خاص کو استعمال کیا اور اس کو ایک نہایت مفید دوائی پایا۔ مجھکو پرانی تکلیف تھی۔ اور اس سے پہلے کئی ادویہ استعمال کی تھیں۔ مگر ان سے کوئی فائدہ نہ ہوا تھا۔

(خاکسار۔ نور محمد بی۔ اے بی ٹی۔ ہیڈ ماسٹر راجپور بھائیاں ضلع ہوشیارپور) ۵/۴ ۴۱

نوٹ:۔ اگر اس کے ساتھ معجون ملیّن استعمال کی جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے ؛

معجونِ ملیّن

قبض ایک عالمگیر بیماری ہے۔ اس کی وجہ سے خراب۔ زہریلے اور متعفّن مادے جسم میں جذب ہو کر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں "معجون ملیّن" کا استعمال

قبض کا بہترین علاج

ہے۔ یہ قطعی بے ضرر معجون دست نہیں لاتا جس سے کمزوری پیدا ہو۔ بلکہ بغیر مروڑ اور بے چینی کے بندھی ہوئی اجابت کھل کر ہو جاتی ہے ؛

معدہ کی خرابی اور زائد رطوبت کو دور کرنے، پیٹ کے بڑھنے کو روکنے اور آنتوں کو مضبوط کرنے کیلئے بھی "معجون ملیّن" کا استعمال مفید ہے۔

قیمت دس تولہ ایک روپیہ آٹھ آنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکسیرِ معدہ

یہ بے ضرر مرکب معدہ کی خاص دوا ہے۔ اس کے استعمال سے معدہ کے نازک نظام پر بڑا تسکین بخش اثر پڑتا ہے۔ بدہضمی، نفخ، کھٹے ڈکار، سینے کی جلن، پیٹ کا درد، باؤ گولہ، جی کا متلانا، سُستی، کمزوری، بھوک کم لگنا، خرابی جگر۔ ان تمام بیماریوں کے لئے اکسیر معدہ کا استعمال مفید ہے۔ بیماری کے بعد یا عام کمزوری۔ کثرت کار یا ثقیل غذاؤں کے زیادہ کھانیسے جب معدہ کمزور ہو گیا ہو۔ تب اس دوا کے استعمال سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔ غدود لعابیہ اور غدود معدی کو طاقت دیتی اور معدہ وامعاء کے عروق دموی کو کشادہ کرتی ہے۔ اور اس طرح فعلِ ہضم کی مساعد ہوتی ہے۔ اور ہاضمہ کی قوت کو تیز کر کے آپ کو اپنی غذا سے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے۔

اور بواسیر میں بھی مفید پائی گئی ہے

قیمت یکصد (۱۰۰) قرص ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ۱۲)

قیمت پچاس (۵۰) قرص ایک روپیہ (عہ)

دوست دوائی منگواتے وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراضِ نسواں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ عورتوں کی امراض کا علاج اپنے حرم محترم کی معرفت کیا کرتے تھے۔ آپ نے اکثر امراض کا علاج ان کو بتلا دیا تھا۔ حضور کے حرم محترم عورتوں کو دیکھکر ان کا علاج کرتے ہیں۔ جو مریض عورتیں قادیان آئیں۔ وہ ان کے مشورہ سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ جو دوست مرض کے حالات لکھکر بذریعہ خط مشورہ حاصل کرنا چاہیں وہ ہمیں لکھیں :۔

رفیقِ نسواں

رفیق نسواں عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے

حضرت حکیم الامت کی نہایت کامیاب دوا

ہے۔ اس کے استعمال سے ایامِ حیض کی خرابیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اگر حیض کی بےقاعدگی بندش یا کمی ہے۔ یا حیض کا خون تکلیف سے رُک رُک کر آتا ہے۔ ناف کے نیچے اُبھار ہے۔ دبانے سے دُکھن محسوس ہوتی ہے۔ کمر اور پنڈلیوں میں درد رہتا ہے۔ جی متلاتا ہے۔ یا ہاتھ پاؤں اور سر میں جلن ہے۔ کسی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا تو یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کو **رفیق نسواں** کا استعمال جلد سے جلد شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان تکالیف کو دُور کر کے

آپ میں قوّت و توانائی

اور از سر نو صحّت تازہ پیدا کر دے گی

قیمت پچاس قرص دو روپے ٭ یکصد قرص تین روپے بارہ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیلان الرحم

سیلان الرحم کی شکایت آجکل ہندوستانی عورتوں میں بکثرت پھیل رہی ہے۔ لیکن وہ بیچاری بوجہ شرم وحیا اس کا اظہار نہیں کرتیں۔ اور آخر اپنی قیمتی صحت، حقیقی حسن اور نکھار کو برباد کرلیتی ہیں۔ کیونکہ یہ مرض عورتوں کو دیمک کی طرح کھوکھلا کر دیتا ہے۔ یہی نہیں۔ بلکہ اس کا خمیازہ معصوم اور بے گناہ اولاد کو اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مرد اپنی دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ ایسے امور سے بھی غافل اور بے پرواہ نہ رہیں۔ اگر ان کے گھر والوں یا جوان لڑکیوں کی صحت سیلان الرحم۔ پون یا لیکوریا کی وجہ سے برباد ہورہی ہو تو فوراً حضرت حکیم الامت سیدنا نورالدینؓ کی خاص مجرب دوا

اکسیر سیلان

پھر اسی چشمہ فیض "دواخانہ نورالدینؓ" قادیان سے منگوا کر استعمال کرائیں۔ یہ بے خطا دوا رحم کو قوت دیتی، سفید و زردی مائل رطوبت کے اخراج کو بند کرتی اور سیلان کی تکلیف سے نجات دے کر نئی زندگی عطا کرتی ہے ؀

قیمت ——— تین۳ روپیہ

ودست دوائی منگواتے وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیں ؀

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اٹھرا کا مکمل علاج

ہم سالہا سال سے اٹھرا کا علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے طریق علاج کے مطابق حضور کی قلمی بیاض کی روشنی میں کرتے ہیں۔ اور بفضلِ خدا یہ طریق علاج کامیاب رہتا ہے۔ خدا نے اس سے کئی لوگوں کو بامراد کیا ہے، جو دوست اس مرض کا علاج کروانا چاہیں۔ وہ مفصّل حالات ہمیں لکھیں۔ انشاءاللہ وہ اپنی مراد پائیں گے۔

قرص اٹھرا

دُنیائے طب کا حیرت انگیز کارنامہ

مرضِ اٹھرا میں رحم بہت کمزور ہو جاتا ہے اور بچہ کو سنبھال نہیں سکتا۔ عموماً تیسرے یا چوتھے مہینے میں حمل گر جاتا ہے۔ اگر بچّہ پورے دنوں میں پیدا ہو بھی جائے تو بڑی عمر نہیں پاتا۔ اور اکثر ذیل کی بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔ سبز پیلے دست۔ قے پیچش۔ سوکھا۔ بدن پر چھالے۔ پھوڑے پھنسیاں۔ سُرخ دھبّے وغیرہ۔

قرص اٹھرا اس مرض کی نہایت مجرّب اور بے خطا دوا ہے

پس اگر خدانخواستہ آپ کے گھر والے اس مرض میں مبتلا ہوں تو آج ہی حضرت حکیم الامت سیدنا نُورالدّینؓ کی مجرب دوا

قرص اٹھرا دواخانہ نورالدینؓ سے طلب کریں

اس دوا کے استعمال سے بچّہ ذہین۔ خوبصورت۔ توانا اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے

قیمت یکصد (۱۰۰) قرص ——— ایک روپیہ بارہ آنہ

" پچاس (۵۰) قرص ——— ایک روپیہ

دوست دوائی منگواتے وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُرمہ مُبارک

شہنشاہِ طب کی بیاضِ خاص کا تحفہ

یہ سرمہ ککروں کو زائل کرتا ہے۔ ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں آشوب یا زخم ہوگیا ہو۔ اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ آنکھوں میں خارش اور کھُجلی ہو۔ تو ان حالتوں میں

سرمہ مبارک

کا استعمال بہت مفید ہے

یہ سُرمہ آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے۔ اس کا دائمی استعمال آنکھونکو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے اس سُرمہ کی خاص خوبی یہ ہے کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے اپنے نادر قیمتی اور نا گھسنے والے کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے

قیمت ایک تولہ اڑھائی روپیہ (عہ) تین ماشہ بارہ آنے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرص جواہر

طاقت کی بے نظیر دوا

یہ دوا اعصاب کو طاقت دیتی۔ دماغ کو تقویت پہونچاتی۔ دل کو مضبوط کرتی اور باہ کو حد درجہ بڑھاتی ہے۔اس کا چند روزہ استعمال ہر طرح کی کمزوری دور کر کے نئی قوت اور توانائی پیدا کرتا اور جسم کی زائل شدہ طاقتوں کو بحال کرتا ہے۔اس کا اثر مستقل اور دیرپا ہے۔مردانہ قوت کو بڑھانے میں اس کے نتائج بہت ہی شاندار ثابت ہوئے ہیں

قیمت یکصد (۱۰۰) قرص چار روپیہ چودہ آنہ (للعہ)

عنبرین

اپنے جسم کو مضبوط بنائیے

عنبرین کا چند روزہ استعمال طبیعت میں انقلاب۔ جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کرتا ہے۔اس سے دل، دماغ، معدہ، جگر اور گردوں کو قوت پہونچتی ہے۔اور پٹھوں میں طاقت آتی ہے۔جسم کی پژمردگی، درماندگی، نقاہت ناتوانی اور کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ قوت مردمی بڑھتی ہے۔آپ نوجوان بن کر زندگی کا لطف اُٹھا سکتے ہیں۔

آپ کو اپنی حفاظت اور بیماریوں کے مقابلہ کی قوت حاصل کرنے کیلئے بھی اس دیرپا اور مستقل اثر رکھنے والے معجون کی ضرورت ہے بمشک، عنبر، زعفران اور قیمتی جواہرات اس کے خاص اجزا ہیں قیمت پانچ تولہ ساڑھے چار روپے للعہ ؛ نوٹ:۔ عنبرین ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے ؛

...ورت ...ذریعہ منگواتے وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لبوبِ کبیر

طبِ یونانی کا مایۂ ناز نسخہ

کمزوری۔ معدہ۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ گردوں کی اصلاح و طاقت کے لئے حیرت انگیز دوا۔ چند روز کا استعمال طبیعت میں انقلاب، صورت میں تبدیلی جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کردیگا کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل ہوگی۔ آپ نوجوان بن کر زندگی کا لطف اٹھا سکیں گے۔ رگوں میں نیا خون دوڑیگا۔ اور تمام اعضائے رئیسہ میں حیرت انگیز قوت آجائے گی۔ اولاد پیدا ہوگی۔

لبوب کبیر:۔ دیرپا اور مستقل اثر رکھتا ہے۔ ہر موسم میں استعمال ہوسکتا ہے۔ عورتوں کے لئے بھی یکساں مفید ہے۔ اعضائے رئیسہ کو تقویت دیکر اور ہر طرح کی کمزوری دور کر کے نئی زندگی بخشتا ہے دل و دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ ہم ذیل میں اس عظیم الشان نسخہ کے اجزا درج کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ یہ نسخہ کس قدر عظیم الشان ہے۔ اس کے اجزاء حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اس طرح درج فرمائے ہیں:۔ مغز پستہ۔ مغز بادام۔ مغز فندق۔ مغز چرونجی۔ مغز اخروٹ۔ ماہی رو بیاں۔ خولنجان شقاقل۔ بہمنین۔ زنجبیل۔ کنجد مقشر۔ دارچینی مکد۔ سنبل الطیب۔ سُعد کوفی۔ قرنفل۔ کباب چینی تخم کدو۔ تخم ترب۔ تخم شلغم۔ تخم پیاز۔ تخم ہلیوں۔ تخم بارتنگ۔ درونج عقربی۔ زرنجور۔ جوز بوا۔ بسباسہ دار فلفل۔ ثعلب مصری۔ انجیر تازہ۔ مغز سر گنجشک۔ خشخاش۔ قضیب گاؤ۔ سورنجان۔ پودینہ۔ مایۂ شتر اعرابی۔ زعفران۔ مصطگی۔ عود خام۔ ورق طلا۔ ورق نقرہ۔ عنبر اشہب۔ مشک۔ شہد۔ خوراک چھ ماشہ۔

اجزاء دیکھنے سے آپ کو علم ہوگیا ہوگا۔ کہ یہ نسخہ تیار کرنے میں کتنی کوشش اور محنت صرف ہوئی ہوگی۔ باہر کے دواخانے ہم سے لبوب کبیر سیروں کی مقدار میں منگواتے ہیں۔

دس تولہ قیمت دو روپیہ۔ جو بیس دن کے لئے کافی ہے۔

درست دوائی منگواتے وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نُور سالٹ

دائمی قبض کا بہترین علاج

اکثر امراض کی جڑھ قبض ہوتی ہے۔ قبض کی وجہ سے انسانی جسم میں پیدا شدہ زہریں جسم انسانی میں خون کو گندہ کرتی رہتی ہیں۔ قبض والے مریضوں کو کبھی سردرد۔ کبھی کمر درد۔ کبھی جوڑوں میں درد ہو جاتا ہے گٹھیا اور وجع المفاصل (جوڑوں کی دردیں) پیدا ہو جاتی ہیں۔ ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ معدہ اور جگر بخوبی کام نہیں کرتے۔ عورتوں کو نسوانی امراض گھیر لیتی ہیں۔ جو کبھی لیکوریا (سفید پانی) کی شکل میں نمودار ہوتی ہیں اور کبھی حیض کی بے قاعدگی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ ان سب امراض سے بچنے کیلئے "دواخانہ نورالدینؓ" آپ کی خدمت میں "نور سالٹ" پیش کرتا ہے۔ دس تولہ کی شیشی جو کہ چار ماہ کیلئے کافی ہے قیمت صرف ڈیڑھ روپے پانچ تولہ چودہ آنہ صرف :۔

صندل پوڈر

حضرت خلیفہ اوّلؓ کا مشہور نسخہ ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل اجزاء شامل ہیں:۔

۱۔ صندل سفید (۲) صندل سُرخ (۳) مجیٹھ (۴) کچور (۵)، گیری (۶) ہرمچی (۷) برگِ حنا (۸) ملٹھی۔ بہترین مصفی و مولد خون دوائی ہے بچوں کے پھوڑے پھنسیاں دو دو رتی کی مقدار میں کھلانے سے ایک ہفتہ کے اندر اندر اچھی ہو جاتی ہیں۔ عورتوں میں حیض کی کمی جو بوجہ کمی خون کے ہو دو تین تولہ صندل پوڈر کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے :۔

قیمت فی تولہ دو آنہ :۔ پانچ تولہ آٹھ آنہ :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرکب افسنتین

جو کہ مندرجہ ذیل اجزاء پر مشتمل ہے!

(۱) افسنتین (۲) گلِ گاؤ زبان (۳) گلاب (۴) طباشیر (۵) عود ہندی (۶) دانہ الائچی کلاں (۷) مصطگی رومی۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے مطب میں سب سے زیادہ استعمال ہونیوالا نسخہ۔ معدہ جگر۔ بواسیر۔ پیٹ کے کیڑے۔ بخار وغیرہ کے لئے مجرب ہے۔ نصف صدی سے زائد سینکڑوں مریضوں پر اس کا تجربہ کیا گیا ہے۔ قیمت چار آنہ تولہ۔ پانچ تولہ ایک روپیہ۔

دوائی نوشادر

اس دوائی میں دو خوبیاں ہیں۔ نہ صرف معدہ کیلئے مفید ہے بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کا منجن بھی ہے۔ اسمیں (۱) نوشادر (۲) ہرمچی (۳) دھنتورہ وغیرہ اجزاء شامل ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے مطب کا مشہور نسخہ ہے۔

قیمت چار آنہ تولہ۔ پانچ تولہ ایک روپیہ

اکسیر پائیوریا:۔ اس میں ٹنکچر آئیوڈین ریکٹی فائیڈ۔ ٹنکچر مر۔ ٹنکچر آپکو نائٹ وغیرہ اجزاء شامل ہیں۔ اس میں خوبی یہ ہے، کہ لگاتے ہی دانتوں کی جڑوں میں پہنچ جاتا ہے بہترین قاتل جراثیم دوائی ہے۔ مرض پائیوریا کیلئے بیحد مفید پایا گیا ہے۔ ڈھائی تولہ کی شیشی قیمت آٹھ آنہ۔ پانچ تولہ کی شیشی قیمت چودہ آنہ صرف۔

ضروری اعلان:۔ آخر میں ہم یہ اعلان کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جو دوست ہماری کوئی دوائی منگوائیں۔ وہ مرض کی پوری علامات ہمیں لکھ دیں۔ تاکہ ہم اپنی پیٹنٹ دوائی کے علاوہ مزید مشورہ دینا چاہیں تو دے سکیں۔ یا ممکن ہے کہ جو دوائی انتخاب کی گئی ہو۔ ہماری رائے میں کوئی اور دوائی اس سے بہتر ہو۔ یا کوئی دوائی پیٹنٹ دوائی کے ساتھ استعمال کرانی مفید ہو تو ہم مریض کو اس کے استعمال کرنے کا مشورہ دے سکیں۔

دوست دوائی منگواتے وقت مرض کی کیفیت ضرور لکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سخت امراض کی فہرست

کیا آپ خدانخواستہ ان میں سے کسی مرض میں مبتلا ہیں؟

آنکھوں کی بیماریاں
بچوں کی بیماریاں
ذیابطیس
نزلہ
پیچش
امراض جگر و معدہ

بالوں کی بیماریاں
کمزوری دماغ
ضعف قلب
ضعف جگر
ضعف ہاضمہ
کمزوری اعضاء ہضم

سیلان
دمہ
ناصور
ضعف باہ
نامردی

استقاط حمل
خرابی ایام
بے لذتی
دق وسل
امراض خون
سیلان الرحم

کنٹھ مالا
پائیوریا
گنٹھیا
جنون
زچہ کا بخار
تلّی

اگر ایسا ہے

تو آپ اپنی مرض کے مفصّل حالات ہمیں لکھکر بھیجئے۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھدیجئے۔ کہ کتنی قیمت کی دوائی ہو۔ ہم انشاء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے قلمی مجربات میں سے مرض کے مطابق دوائی تیار کر کے آپ کی خدمت میں بھیجدینگے۔ انشاء اللہ آپ اس دواخانہ کی دوائیں استعمال کر کے مایوس نہیں ہوں گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشکوٰۃ شریف کا انگریزی ترجمہ

حدیث کی درسی کتابوں میں مشکوٰۃ شریف سب سے زیادہ مفید اور مشہور کتاب ہے۔ اس میں صحاح ستّہ یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، اور مؤطا کے علاوہ دیگر کتب احادیث کی وہ تمام روایات جو ایک مسلمان کی علمی اور عملی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں، مختلف ابواب کے ذیل میں نہایت عمدہ ترتیب کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں۔ یہ کتاب گویا احادیث کی کتابوں کا نہایت مفید اور جامع اختصار ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ اسے درسی حیثیت سے بہت زیادہ مقبولیّت حاصل ہوئی ہے۔ اس وقت تک اُردو میں اس کے کئی تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اور یہ اس کی مقبولیّت عامہ کی دلیل ہے۔ اب بنگال کے مولانا الحاج فضل کریم صاحب ایم۔اے۔بی۔ایل (بنگال سول سروس) نے اس کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس ترجمہ کی چار جزئیں ہیں۔ عربی متن کے بالمقابل ترجمہ دیا گیا ہے۔ اور متن پر اعراب بھی دیئے گئے ہیں۔ اور اس لحاظ سے کتاب کی افادیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ جلد نہایت خوبصورت ہے۔ طباعت اور کاغذ کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ قیمت چار جلدوں کی پچیس روپے ہے۔ انگریزی دان طبقہ کو مسائلِ دین سے آگاہ ہونے کے لئے یہ کتاب کافی ہے، جو انہیں کسی مفتی سے فتوے لینے کی ضرورت سے مستغنی کر دے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوالِ مبارکہ کے عشّاق کو یہ کتاب ضرور خریدنی چاہیئے۔ مترجم کی حوصلہ افزائی کے خیال سے بھی اس کتاب کی خریداری اہل دل مسلمانوں کا فرض ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ **مکتبہ احمدیہ قادیان۔**

مشکوٰۃ شریف کے اردو ترجمہ کی قیمت دس روپے ہے۔ یہ بھی مکتبہ احمدیہ قادیان سے مل سکتا ہے۔ اور بھی جس کتاب کی ضرورت ہو ہم سے منگائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتبہ احمدیہ کی علمی کتابیں

اسوۂ حسنہ:۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو احادیث کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ اخلاقی، علمی اور عملی اسباق کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے ہر خدوخال سے واقف ہو سکیں گے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا، کہ دنیا کے اس عظیم الشان مصلح نے کس طرح اپنے پاکیزہ اقوال سے انقلاب پیدا کیا۔ قادیان کی لڑکوں اور لڑکیوں کی درسگاہوں میں یہ کتاب بطور نصاب داخل ہے۔ کیونکہ بچوں کیلئے یہ نہایت مفید ہے۔ ضخامت دو سو صفحہ، کاغذ، کتابت اور طباعت نہایت عمدہ قیمت فی نسخہ ۶/ ، تین نسخوں کی قیمت ایک روپیہ۔

گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل:۔ یہ کتاب گیانی واحد حسین صاحب کی تصنیف ہے۔ اس میں سکھوں کے اس الزام کی تردید کی گئی ہے، جو وہ سرہند کے مسلمان صوبہ دار پر لگاتے ہیں، کہ گورو صاحب کے بچوں کو اس نے اسلام قبول نہ کرنیکی وجہ سے زندہ دیوار میں چنوا دیا تھا۔ اور اسی ضمن میں وہ حضرت عالمگیر اورنگ زیبؒ پر بھی تہمت دھرتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ ان کی پالیسی کے ماتحت ہوا تھا۔ گیانی صاحب نے اس کتاب میں خود سکھوں ہی کی معتبر کتب سے اس الزام کی نہایت احسن پیرایہ میں تردید کی ہے۔ ملک کے مشہور ادیب مولٰنا عبد المجید سالک ایڈیٹر روزنامہ انقلاب نے اس کا دیباچہ لکھا ہے۔ مختلف اخبارات کے ایڈیٹروں نے اس پر شاندار ریویو کئے ہیں۔ کتاب سکھوں میں بکثرت شائع کرنے کے قابل ہے، کیونکہ سکھوں اور مسلمانوں میں اختلاف اور دشمنی کی جو خلیج ایسے الزامات کی وجہ سے حائل ہو گئی ہے۔ اسے پاٹنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ قیمت فی نسخہ ۲/ ایک روپیہ میں دس نسخے۔

ویدوں میں احمدؐ اور قادیان:۔ یہ ایک نہایت عالمانہ مناظرہ ہے۔ جو فاضل سنسکرت و عربی مولانا عبد اللہ ناصر الدین صاحب اور آریہ پنڈت ترلوک چند صاحب کے درمیان ہوا۔ موضوع مناظرہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ قیمت فی نسخہ ۱۰/ ، زیادہ تعداد میں خریدنے والے کو ۸/ فی نسخہ کے حساب سے دی جائے گی۔

مینجر مکتبہ احمدیہ۔ قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں

صرف پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں، پہلے یہ کتابیں تیس (۳۰) روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

براہین احمدیہ مکمّل پانچوں حصص
سرمہ چشم آریہ۔ ازالہ اوہام مکمّل
آئینہ کمالاتِ اسلام۔
شہادت القرآن۔ نور القرآن۔
انجامِ آتھم۔
ایام الصّلح
مسیح ہندوستان میں۔

تریاق القلوب
تحفہ گولڑویہ
اربعین ہر چہار حصّہ
نسیمِ دعوت
تذکرۃ الشہادتین
نزول المسیح
لجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمادیں:-

مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

تفسیر سروری

یعنی

جماعت احمدیہ کے مفسّر قرآن حضرت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اُردو) میں چھپتی رہی ہے، اور جسمیں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے۔ مگر درحقیقت اسمیں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اسکے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اسکے کُل دو ہزار صفحے ہیں پہلے اس کی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اُسکی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو (اردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔ مجلّد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ ریویو (اُردو) قادیان

(... [illegible] ... عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ... [illegible] ... قادیان سے شائع کیا)